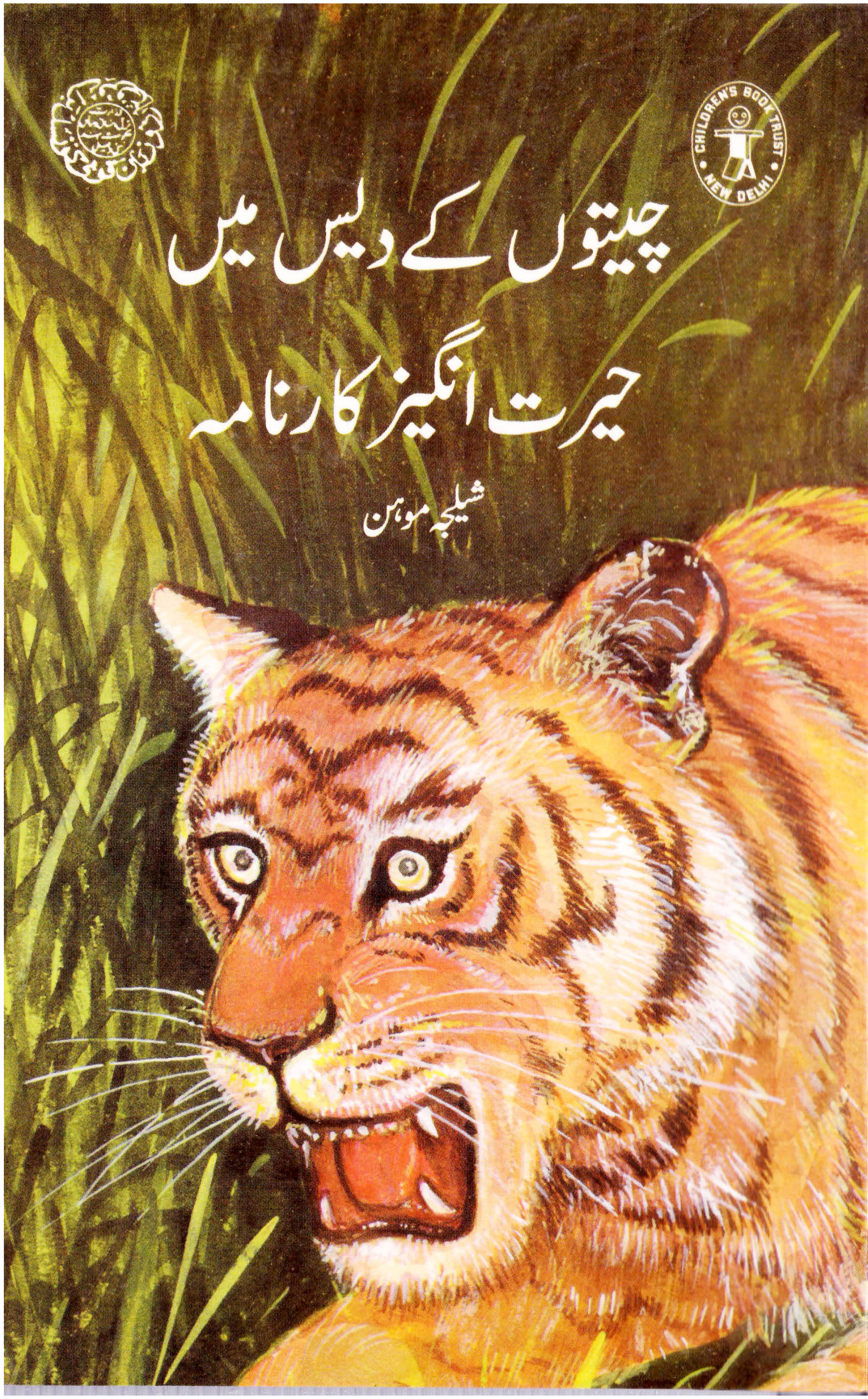
چیتوں کے دیس میں

حیرت انگیز کارنامہ

شیلجہ موہن



موہن ماما کو سفید چیتا کو جنگل میں قدرتی طور پر بسانے کی کوشش میں دو طرح کے بڑے دشمنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک سرکش کا منیجر اور دوسرا لوہار یا گاؤں کا جنگلی بابا۔ موہت ،شکھا اور پھلک رنتھم بھور سینکچوری کے آس پاس بھگوان کرشن کی کھڑکی اس قدیم مورت کا ماہرانہ طریقے سے پتہ لگاتے ہیں۔ گاڑی لوہار قبیلے کے لوگ بے حد خوش ہوتے ہیں۔ لیکن آدم خور چیتے گاؤں کے امن وسکون میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ اس خطرے سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا رنگا غارت گر ہے؟

انگریزی ایڈیشن : 1992
اُردو ایڈیشن : 2003
تعدادِ اشاعت : 3000

قیمت : 22.00 روپے

This Urdu edition is published by the National Council for Promotion of Urdu Language, M/o. Human Resource of Development, Department Secondary and Higher Education, Govt. of India West Block-I, R. K. Puram, New Delhi, by special arrangement with Children's Book Trust and Bachchon Ka Adabi Trust, New Delhi and printed at Indraprastha Press (CBT), New Delhi.

چیتوں کے دیس میں

حیرت انگیز کارنامہ

مصنّف : شیلجہ موہن

مصوّر : بی۔ جی۔ ورما

مترجم : محمد علیم

چلڈرن بک ٹرسٹ ☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ☆ بچوں کا ادبی ٹرسٹ

مڈبھیڑ

بارہ سال کی شکھا کی نظر یکا یک ہی سامنے کھڑے دو خچروں پر پڑی۔ اس نے خوف زدہ ہو کر اپنے جڑواں بھائی روہت کی طرف دیکھا۔ ''مجھ سے مت کہو کہ ہمیں اپنا سفر ان پر جاری رکھنا پڑے گا۔'' وہ پکار اٹھی۔

ان کی جیپ جس میں وہ اب تک سفر کر رہے تھے یکا یک ایک بڑے سے جنگل کے درمیان آکر رک گئی تھی۔ وہ لوگ مشرقی راجستھان میں واقع رنتھم بھور سینکچوری (جہاں جانوروں کا شکار منع ہو) میں داخل ہو گئے تھے۔ ان دونوں جڑواں بھائی بہن کو اپنی موسم گرما کی چھٹیاں یہیں اپنے ماموں کے ساتھ گزارنی تھیں ان کے والدین جو کہ سائنس داں تھے۔ انہیں لکچر دینے کے دورے پر ملک سے باہر جانا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ بچوں کو ان کے ماما جی (ماموں) موہندر کے پاس بھیج دیا جائے جنھیں گھر میں سب موہن کے نام سے پکارتے تھے۔ ابھی تک وہ کنوارے تھے اور ملک کی حیوانی زندگی کے ایک ماہر اور فطرت پرست کی حیثیت سے مشہور تھے۔ وہ ان دنوں رنتھم بھور میں تھے اور انھوں نے ان بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کا وعدہ کیا تھا۔

نہار سنگھ جو ایک لمبا اور مضبوط راجستھانی تھا، زندہ دلی کے ساتھ ہنسا۔ وہ ان لوگوں کو یہاں سے گیارہ کیلومیٹر دور سوائی مادھوپور ریلوے اسٹیشن سے گاڑی میں بیٹھا کر لایا تھا۔ اس نے ایک بورڈ کی طرف اشارہ کیا اور کہا، ''بچے! اسے پڑھو، جیپ اب آگے نہیں جا سکتی۔'' اس

سے آگے سڑک نہیں ہے۔'' یہ سچ تھا کہ آگے سڑک ختم ہوگئی تھی۔ موہت جیپ سے نیچے اترا اور بورڈ کے پاس جا کر ذرا اونچی آواز میں پڑھنے لگا:-

آگے خطرہ، اہم رقبہ شروع ہوتا ہے
ادھر سے کسی کو جانا منع ہے
آس پاس میں خطرناک جنگلی جانور ہو سکتے ہیں
بحکم
انتظامیہ رتھم بور، سینکچوری

''لیکن یہاں جنگلی جانور چاروں طرف ہیں تو پھر ہم یہاں سے گزر ہی کیوں رہے ہیں؟'' شکھا فکر مند تھی۔ اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی جو خچروں کے پاس کھڑا تھا۔ جو موہت سے ذرا سا بڑا تھا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی بندوق تھی۔ وہ جیپ کے پاس آیا تا کہ سامان کو اتارنے میں نہار سنگھ کی مدد کر سکے۔

''کیا یہاں کوئی 'اسٹاف کوارٹر' نہیں ہے؟'' موہت نے پوچھا۔

''بالکل بہت سے کوارٹر ہیں۔ لیکن آپ کے ماما اسٹاف کوارٹر میں (سرکاری ملازمین کی رہائش گاہ) نہیں بلکہ اس اہم علاقہ میں واقع ایک بنگلہ میں رہتے ہیں۔'' نہار سنگھ نے واضح کیا۔ ''وہ یہاں ایک خاص مشن پر آئے ہیں۔''

''مشن؟ کور ایریا (خاص رقبہ) یہ سب آخر کیا ہے؟ وہ کسی محفوظ مقام پر کیوں نہیں رہتے ہیں؟'' دونوں جڑواں بھائی بہن نے ایک ساتھ سوال داغا۔ ان لوگوں میں بعض اوقات ساتھ بولنے کی ایک عجیب وغریب عادت تھی۔

نہار سنگھ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر رکھ لیے۔ ویسے وہ ان کی فکر سے بھی واقف تھا۔ ان کے خوف کو کم کرنے کے لیے بولا۔ ''زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جگہ یہاں سے صرف ایک کیلومیٹر دور ہے۔ اور پھلک راستے میں تم لوگوں کو ساری باتیں بتا دے گا۔ دیکھو تم لوگوں کی حفاظت کے لیے تمہارے محافظ کے پاس ایک بڑی سی بندوق بھی ہے۔ اس لیے جانوروں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھلک خچّروں کو پکڑ لے گا یا پھر تم پکڑوگے؟'' اس نے لڑکے کو یکا یک پکار کر کہا جب خچّر ادھر ادھر بڑھنے لگے۔

لڑکا جس کا نام پھلک تھا، دوڑا ہوا آیا۔ اس نے خچروں کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور انھیں اطمینان سے رہنے کے لیے کہا۔ دونوں خچروں نے اس کی آواز پر دم سادھ لیا۔ جلدی ہی ان بچوں کے سامان کو دونوں کو برابر برابر حصے میں بانٹ دیا گیا تا کہ وہ انھیں بہ آسانی لے جاسکیں۔ نہار سنگھ نے بھی خوشی خوشی ہاتھ ہلا کر انھیں الوداع کہا۔ ''تم لوگ آگے بڑھو۔ میں

صدر مقام پر جیپ کھڑی کر کے جلدی ہی تم لوگوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

''میں یہاں سے آگے نہیں جا رہی ہوں۔'' شکھا نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''ماما جی نے واقعی بڑی بے وقوفی کی ہے کہ انھوں نے ہمیں راستے کے مشکلات کے بارے میں آگاہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی تم نے کچھ بتایا''۔

نہار سنگھ کو شکھا کی بات پر ہنسی آگئی۔ وہ اس کے پاس آیا اور اسے ایک خچر کی پشت پر بٹھاتے ہوئے بولا۔ ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ پھلک تمہیں یہاں کی ساری باتیں بتا دے گا۔ اس کو یہاں کی ہر چیز کی جانکاری ہے۔'' پھر اس نے پیار سے خچر کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور خچر بھی اس اشارے پر آگے بڑھ گیا۔

''ارے ارے! بچاؤ۔ میں گرنے والی ہوں۔'' شکھا چلاّئی۔ اس نے خچر کی گردن میں بندھی ہوئی رسی کو زور سے پکڑ لیا۔

''مارا۔ مارا۔ رک جاؤ۔'' پھلک چیخا اور ایک وفادار جانور کی طرح فوراً ہی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خچر اپنی جگہ پر رک گیا۔

''کیا تم بالکل ٹھیک ہو؟'' موہت نے پوچھا۔ شکھا نے غصّے سے سب کی طرف دیکھا۔ آخر یہ لوگ مجھے اس طرح عجیب وغریب نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہیں۔

شکھا اپنے جڑواں بھائی کے مقابلے میں غصّہ جلدی ہوتی تھی۔ لیکن وہ نرم دل بھی تھی اور باتوں کو بہت جلد بھلا دیتی تھی۔ موہت اس کے برعکس جلدی غصّہ نہیں ہوتا تھا۔ دونوں بھائی بہن تاہم دیکھنے میں بالکل ایک جیسے لگتے تھے اور یہاں تک کہ وہ کپڑے بھی ایک جیسے پہنتے تھے۔ ان کی پسندیدہ پوشاک جینس اور ٹاپس تھی۔ ان کے قد کی اونچائی بھی ایک جیسی تھی، صرف اس سال موہت ایک انچ زیادہ لمبا ہوگیا تھا۔ جس نے شکھا کو بہت کچھ خوف زدہ کر دیا۔

موہت لڑکے کی طرف مڑا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا ''میں موہت ہوں۔ اور یہ میری جڑواں بہن شکھا ہے۔ اس کی باتوں کا زیادہ دھیان مت دو۔ بہت جلد اس کا غصّہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔''

لڑکے نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلایا۔ ''ہیلو۔ میں ٹھیک ہوں۔ میں اپنے چچا کے ساتھ رہتا ہوں جو یہیں ایک گاؤں میں پجاری ہیں۔ یہ میرے دونوں خچر ہیں۔ دارا اور مارا۔''

''دارا اور مارا۔ کیا عجیب وغریب نام ہیں۔'' موہت نے ان کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

جیپ تب تک وہاں سے روانہ ہو چکی تھی اور اب وہ لوگ جنگل سے گزر رہے تھے۔ پھلک اور موہت آگے آگے چل رہے تھے۔ خچر ان کے پیچھے پیچھے آرہے تھے اور شکھا ان میں سے ایک پر

سوار تھی۔ مُسلّح محافظ ان کی حفاظت کے لیے ان کے پیچھے تھا۔ شکھا کو یہ اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ موہت اس کے ساتھ ساتھ چلنے کے بجائے آگے آگے جا رہا تھا اور اس نے چپّی سادھ لی تھی۔

ان کے ارد گرد خوبصورت پہاڑیاں تھیں جو کیکر اور ببول کے خاردار درختوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ نیچے گھاٹی میں گھنے پیٹر اور کیکر تھے۔ لیکن ان پر اس موسم میں خشکی کا اثر واضح تھا۔ زمین بھی کانٹے دار جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

''شکھا جلدی آؤ۔ تاکہ پھلک سے ہم اس جگہ کے بارے میں اور معلومات حاصل کر سکیں۔'' موہت نے شکھا سے پکار کر کہا۔ وہ یہ بھول گیا تھا کہ شکھا اس سے ناراض تھی۔ شکھا نے خچر کو تھوڑا آگے بڑھایا اور فوراً اس کے ساتھ ساتھ ہو گئی۔

''یہ کور ایریا، کیا ہے؟ 'خاص مشن' کا کیا مطلب ہے؟'' جڑواں بھائی بہن نے ایک ساتھ سُر میں سُر ملاتے ہوئے کہا۔ پھلک کو ان کے بولنے کا یہ انداز بہت عجیب سا لگا۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ بہت جلد وہ ان لوگوں کی ان باتوں کا عادی ہو جائے گا۔

''ٹھیک ہے۔ تم لوگوں نے رنتھم بھور سینکچوری کے بارے میں ضرور سنا ہوگا۔ یہ ان گیارہ محفوظ مقامات میں سے ایک ہے جنھیں خاص طور پر چیتوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔ ان سب محفوظ مقامات پر ایک 'کور ایریا' یعنی ایک خاص رقبہ ہے جہاں کسی کو بھی مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ سیاحوں کو بھی ان حصّوں میں جانے نہیں دیا جاتا۔ وہاں صرف جانور ہی آجا سکتے ہیں اور رہ سکتے ہیں۔''

''پھر ماما جی وہاں کیا کر رہے ہیں؟'' شکھا اپنے تجسس کو روک نہیں پائی۔ ''یہ کچھ چیتا کے بارے میں ہے۔'' پھلک نے شروعات کی۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھا۔'' موہت نے اسے اپنی بات مکمل بھی نہیں کرنے دی۔ ''پچھلے سال نیپال کی حکومت نے اُنھیں ایک آدم خور چیتا کا شکار کرنے کے لیے ترائی کے علاقے میں بلایا تھا۔ یہ ایک بڑا مشکل کام تھا۔ اور اسے پیدل ہی انجام دینا تھا اور تم تو جانتی ہو کہ پیدل شکار کرنا کتنا خطرناک ہوتا ہے۔ لیکن وہاں یہی ضروری تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کا یہ نیا مشن بھی بالکل ویسا ہی ہوگا۔''

''اوہ ماں! ۔ کہیں یہاں بھی کسی آدم خور چیتا سے سامنا نہ ہو جائے۔'' شکھا نے ادھر ادھر پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ پھلِک انھیں کچھ بتاتا، ان کو ایک جانب پتّوں میں کسی چیز کی سرسراہٹ سنائی دی۔ شکھا نے اپنے آگے ایک جھکی ہوئی شاخ کو دیکھا اور اسے فوراً کھینچ کر اس سے لٹک گئی۔

''جلدی کرو موہت، یہاں بھی کوئی آدم خور چیتا ہو سکتا ہے۔'' وہ چلائی۔ موہت بھی گھبرا گیا

اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ لیکن اس سے قبل کہ وہ شکھا کی طرح کسی شاخ سے جا لٹکتا، پھلک نے کہا، ''شکھا نیچے آجاؤ۔ یہاں کوئی آدم خور چیتا وغیرہ نہیں ہے۔ دیکھو تم نے خواہ مخواہ سامبروں کے ایک گروپ کو بے چین کیا ہے جو بڑی آسانی سے پتّیوں کو کھا کر اپنا پیٹ بھر رہے تھے۔''

موہت نے اس جھاڑی کی طرف دیکھا جدھر پھلک نے اشارہ کیا تھا۔ یہی سچ تھا۔ سامبروں کا ایک گروپ ان ہی کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ سب پہلے سے ہی وہاں چر رہے تھے۔ اس گروپ میں بارہ سنگھے، ہرن، ہرنی اور ان کے بچّے شامل تھے۔

''مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ہم لوگ یہاں خواہ مخواہ مداخلت کر رہے ہیں۔'' موہت بڑبڑایا۔ تبھی شکھا نے کہا، ''دیکھو ان میں زیادہ تر ایسے ہی جن کے سینگ نہیں ہیں۔''

''ہاں، گرمیوں میں ان کے سینگھ عموماً گر جاتے ہیں۔'' پھلک نے انھیں ڈھلوان راستے پر آگے بڑھتے ہوئے بتایا۔ یہاں گھاٹی میں اچھی خاصی ٹھنڈک تھی۔ پھلک اس سارے علاقے سے اچھی طرح واقف نظر آتا تھا۔ حالاں کہ وہاں کوئی ایسی پگڈنڈی نہیں تھی جدھر سے جانور چرنے کے لیے گزرتے ہوں، لیکن پھر بھی وہ بڑے اطمینان سے پہاڑی جھاڑیوں کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ لوگ راستے میں کئی تالابوں سے گزرے لیکن وہ سب سوکھے ہوئے تھے جیسے شدید گرمی کے دن ہوں۔

''ٹھیک ہے۔ یہاں اگر کوئی آدم خور چیتا نہیں ہے تو پھر ماما جی یہاں کیا کر رہے ہیں؟'' شکھا نے پوچھا کیوں کہ اسے پتہ تھا کہ ماما یہاں ایسے ہی ایک خاص مشن پر آئے ہیں۔

''اس وقت وہ ایک چیتا کو جنگل میں چھوڑنے آئے ہیں۔'' پھلک نے واضح کیا۔ ''مجھے بھی اس کے بارے میں زیادہ پتہ نہیں ہے لیکن میں نے جتنا سنا ہے، اتنا بتا رہا ہوں۔''

''کیا؟ کیا تم ٹھیک کہہ رہے ہو؟'' دونوں بھائی بہن نے ایک ساتھ پوچھا۔ ''کیا یہ واقعی ایک غیر معمولی کام نہیں ہے۔''

''ہاں، بالکل۔'' پھلک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''لیکن میں تو اتنا ہی جانتا ہوں۔'' ''تمہارے ماما جی سنا ہے کہ بہت بہادر آدمی ہیں۔''

''ہاں، ہم جانتے ہیں۔ لیکن کاش ایسا ہوتا کہ ہمارے ماں باپ ہمیں ان کے پاس چھٹیاں گزارنے کے لیے نہ بھیج کر شرما جی کے پاس بھیجتے۔'' شکھا نے اداس ہوتے ہوئے کہا۔

''کیوں؟ وہ ایک بہت اچھے آدمی ہیں۔ میں نے ان سے کافی کچھ سیکھا ہے۔'' پھلک ان لوگوں کی بے زاری پر حیرت زدہ ہوا۔

''اوہ! ہم جانتے ہیں۔ لیکن وہ ایک سخت آدمی بھی ہیں۔ انھیں مہذّب بچے پسند بھی ہیں اور ہمیں نہیں لگتا کہ ہم ان کی امیدوں پر پورے اتر پائیں گے۔'' موہت نے گہرے سانس لیتے

ہوئے پھلک کو بتایا۔

جلدی ہی وہ ایک صاف ستھری جگہ پر آ گئے۔ انھیں انگریزی طرز کا ایک خوبصورت بنگلہ دکھائی دیا۔ دیواریں اینٹ کی تھیں اور ان پر خاردار تار لگے ہوئے تھے۔

''یہ تو بالکل جیل کی طرح دکھائی دے رہا ہے۔'' شکھا نے کہا۔

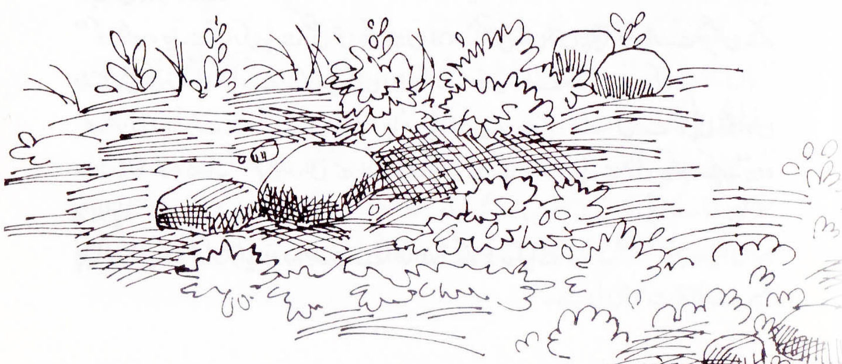
پھلک نے بڑا اونچا سا دروازہ کھولا اور انھیں لے کر اندر آ گیا۔ ''ایسا اس لیے ہے کہ جنگلی جانوروں سے حفاظت ہو سکے۔''

کچھ لوگ وہاں لان میں کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ جڑواں بھائی بہن نے ان کے بیچ فوراً ہی اپنے ماما جی کو پہچان لیا جو ایک ہرے رنگ کی سفاری پہنے ہوئے تھے۔ اور ان کے سر پر دھوپ سے بچنے کے لیے ایک بڑا سا ہیٹ تھا۔ شکھا اپنے ماما کو دیکھتے ہی فوراً ان کی طرف بھاگی۔ موہت بھی اس کے پیچھے دوڑا۔

ایک خچر یکا یک باہری دروازے کی طرف بھاگا۔ موہت اب اسے پکڑنے کے لیے گیٹ کی طرف دوڑا۔ دوسرے خچر نے بھی پہلے کی دیکھا دیکھی باہری گیٹ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ پھلک اسے پکڑنے کے لیے بھاگا۔

موہت کو تعجب ہوا کہ یہ جانور ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ جلد ہی ہلکی غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور اس نے اپنے پیر سے کوئی روئیں دار چیز کو چھوتے ہوئے محسوس کیا۔

اُسی وقت شکھا زور سے چلائی۔ ''روہت بھاگو جلدی بھاگو۔ تمہارے پیچھے ایک چیتا ہے۔'' وہ تیزی سے گھوما۔ چیتا نے اپنا بڑا سا جبڑا کھولے اس کی جانگھ کو دبا دیا تھا۔ وہ ایک سفید چیتا تھا۔





رانگا کو حاصل کرنے کی کوششیں

موہت خوف زدہ آنکھوں سے چیتا کو دیکھتا رہا جو اب تک اپنے جبڑے سے اس کی جانگھ کو دبائے جا رہا تھا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ کوئی اسے بچانے کے لیے سامنے نہیں آیا۔ یہاں تک کہ ماما جی بھی نہیں۔ چیتا جو دیکھنے میں سفید تھا، اس کی پیٹھ پر ہلکے پیلے رنگ پر ہلکے بھورے رنگ کی دھاریاں تھیں۔ اس نے اپنا بڑا سا منہ تھوڑا گھمایا اور زور سے غرّایا۔ پھر وہ موہت کے پیروں کے پاس بیٹھ گیا۔

''دیکھیئے مسٹر سنگھ۔ دیکھیئے۔ یہ کیسے انسان کی قربت کو پسند کرتا ہے۔'' لمبی چمک دار مونچھوں والا آدمی کہہ رہا تھا۔ ایسا لگا کہ اس رائے زنی نے اس کے ماما جی کو عمل پر اُکسایا۔ موہت! آجاؤ۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

موہت نے نرمی سے اپنی ٹانگ کو چیتا کی پکڑ سے آزاد کیا اور ان لوگوں کے پاس آگیا۔

''لگتا ہے رانگا کو یہ لڑکا پسند آگیا۔ ایسا لگتا ہے سر کہ آپ کے خاندان میں ہر ایک کو جانوروں سے پیار ہے۔'' دوسرے آدمی نے مذاقاً کہا۔

یہ سچ تھا کہ موہت کو جانور بہت پسند تھے۔ اس نے دو کتّوں کو پالنے کے ساتھ ساتھ ایک بلی، تین طوطے پال رکھے تھے۔ وہ اکثر سڑک پر سے زخمی چڑیوں، لاوارث کتّوں، بلّیوں اور بکروں کو لے آتا تھا۔ ایک بار تو اس نے ایک خونخوار مالک سے اس کے بندر کو آزاد کرایا تھا اور اسے بہ حفاظت اپنے پاس رکھ کر ایک چڑیا گھر میں پہنچا آیا تھا۔ شکھا کو حالاں کہ اس طرح جانوروں کو پالنے اور ان کی خدمت کرنے کا شوق نہیں تھا۔ لیکن پھر بھی وہ چڑیوں کو پسند کرتی تھی۔

بڑی سی چمک دار مونچھوں والا آدمی وہاں سے جانے کا اظہار کر رہا تھا ''جناب والا! آپ کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ میری بات کتنی ٹھیک تھی۔ میرا آفر ابھی تک کھلا ہوا ہے۔ میری پیش کش اب بھی برقرار ہے۔''

''کوریئن، چاہے تمہاری بات کتنی ہی سچ کیوں نہ ہو۔ لیکن میں اس چیتا کو تمہارے سرکس کے واسطے قید کی زندگی گزارنے کے لیے نہیں دوں گا۔'' موہن ماما نے جذبے سے کہا۔

کوریئن اس طرف بڑھ گیا جہاں وہ بڑا جانور پاؤں پسارے پڑا تھا۔ اس نے لالچی نگاہوں سے رانگا کو دیکھا۔ ''تم جلد ہی میرے قبضے میں ہوگے۔ خواہ چاہے کوئی کچھ کہے۔'' وہ بڑبڑایا۔

چیتا کوریئن کو دیکھ کر غرایا اور وہ جلدی سے اُٹھا اور آگے بڑھ گیا۔

''یہ آدمی میرے اعصاب پر اثر انداز ہوتا ہے''۔ ماما جی نے کہا۔ پھر وہ ان جڑواں بھائی بہن سے مخاطب ہو کر بولے۔ ''خیر۔ یہ بتاؤ۔ سفر کیسا رہا؟'' پھر وہ ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر پاس وہیں دو کھڑے آدمیوں سے مخاطب ہو کر بولے۔ ''یہ میرا بھانجہ اور بھانجی ہیں۔ شکھا اور موہت۔''

''نمستے۔'' دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

اُن دونوں میں سے چھوٹے نے انھیں پیار سے دیکھا اور انھیں نمستے کیا۔

''ہیلو۔ میں بی۔ کے۔ سنگھ ہوں۔ ویسے سب مجھے سنگھ کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں فارسٹ ڈپارٹمنٹ میں کام کرتا ہوں۔ یہ میرا ساتھی داس گپتا ہے۔''

''بچوں کے ساتھ جاؤ اور انھیں نہانے دھونے میں ان کی مدد کرو۔ لمبے سفر کے بعد یہ لوگ یوں بھی بہت تھکے ہوئے ہوں گے۔ پھلک، تم لے جا کر انہیں ان کے کمرے دکھا دو۔'' موہن ماما نے کہا۔ ''میں تم لوگوں سے رات کے کھانے کے وقت ملوں گا۔'' بچوں نے ماما کے حکم کی تعمیل کی اور پھلک کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔

بچوں کو یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ان کے ماما نے پھلک کو ان کے ساتھ ہی رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے کم سے کم ایک ہم عمر لڑکے کی قربت تو حاصل رہے گی۔ اسے ایک الگ کمرہ دے دیا گیا تھا۔ دونوں بھائی بہن کے لیے ایک کمرہ مخصوص تھا۔ ویسے گھر کے سارے کمرے ایک بند صحن میں کھلتے تھے۔

جب بچے نہا کر اور کپڑے بدل کر فارغ ہوئے تو اندھیرا ہو چکا تھا۔ وہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے جہاں ان کے ماما ان کا انتظار کر رہے تھے۔

''ماما جی۔ اب ہم جاننا چاہیں گے......!'' شکھا نے بات چیت شروع کرتے ہوئے کہا۔

''کھانا کھانے کے بعد۔'' انھوں نے جواب دیا۔

بچوں نے گرم گرم کھانے کو خوب پسند کیا۔ پھر وہ لوگ کھا کر اپنے ماما کے ساتھ چھوٹے سے کمرے میں آگئے جو مطالعہ کے لیے مخصوص تھا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ۔'' وہ ایک پرانے طرز کی کرسی پر دراز ہوتے ہوئے مسکرائے۔ تینوں بچوں نے فرش پر بچھی دبیز دری پر بیٹھنا زیادہ پسند کیا۔

''یہ چپ چاپ مقصد آخر کیا ہے جس میں آپ اس قدر مشغول ہیں؟'' موہت نے پوچھا۔ موہن ماما نے اپنی بھوئیں سکوڑیں اور پھر کہا، ''ہمارا کام یہاں کوئی منہ بند کرنے والا نہیں۔ ہم یہاں ایک چیتا کو جنگل میں چھوڑنے آئے ہیں۔ اور تم لوگوں نے اس مشن کے سب سے اہم ممبر سے ملاقات کر ہی لی ہے۔''

''آپ کا مطلب رنگا سے ہے؟'' ان دونوں نے ایک ساتھ پوچھا۔ انہیں چیتا کے نام سے واقفیت ہوگئی تھی کہ سب اسے یہاں اسی نام سے پکارتے ہیں۔

''ہاں۔ راجستھان کے ایک سابق مہاراجہ نے اپنے ایک دوست سے اسے حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ اس کو اپنے پاس رکھنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ اور ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا کیا کریں۔ جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ سفید چیتا اب اس ملک میں ناپید ہوتے جارہے ہیں اس لیے اُن کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے۔ ملک میں اب اس طرح کے بہت کم چیتا بچے رہ گئے ہیں۔''

''دلّی کے چڑیا گھر میں اس طرح کا ایک چیتا ہے۔'' شکھا نے کہا۔

''ہاں۔'' موہن ماما نے کہا۔ ''لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ سب قید کی زندگی جینے پر مجبور ہیں۔ سفید چیتا سب سے پہلے مدھیہ پردیش کے ریوا ضلع میں پایا گیا تھا۔ مجھے تبھی رانگا کے بارے میں پتہ چلا اور جب سے میں نے کوشش شروع کردی کہ ان کے مالکان کو اس بات کے لیے راضی کروں کہ وہ اسے سینکچوری میں دان کردیں۔ تاکہ وہ قدرتی فضا میں زندگی گزار سکے۔''

پھر وہ تھوڑی دیر رکے۔

''یہ مسٹر کوریئن پھر بیچ میں کہاں سے آگئے؟'' موہت نے پوچھا۔

''وہ ایک سرکس کے مالک ہیں۔ ان کے قبضے میں بہت سے جانور ہیں۔ اور کئی چیتا بھی۔ انھوں نے بھی کسی ذریعے سے رانگا کے بارے میں سنا۔ تب سے وہ اس کوشش میں پڑے ہوئے ہیں کہ انھیں رانگا کسی طرح حاصل ہوجائے۔ آخر کار تماش بینوں کے لیے یہ ایک نایاب جانور ہوگا۔ لیکن تب تک مہاراج نے رانگا کو میرے حوالے کردیا تھا۔'' موہن ماما نے مسکراتے ہوئے اپنے متوجّہ حاضرین سے کہا۔

''بڑا خطرناک آدمی ہے یہ کوریئن ۔ مجھے لگتا ہے کہ رانگا اس بات کو کبھی پسند نہیں کرے گا کہ اسے قید کی زندگی جینے پر مجبور کیا جائے۔'' شکھا نے کہا۔

''تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو شکھا۔'' ماما جی نے کہا۔

''میں امید کرتا ہوں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا کیوں کہ رانگا کے مالک نے مجھ پر بہت بھروسہ کیا ہے۔''

''بالکل ۔ آپ ضرور کامیاب ہوں گے ماما جی۔ آخر آپ کو اس چیتا کو جنگل میں ہی تو چھوڑنا ہے۔ اور کیا کرنا ہے۔'' پھلک جواب تک خاموش تھا۔ بول پڑا۔

''لیکن اہم مسئلہ اس کی خوراک کا ہے۔'' ماما جی نے بتایا۔

''لیکن اس جنگل میں بھلا اس کی کیا کمی ہوسکتی ہے۔'' موہت تعجب کرتے ہوئے بولا۔

''ہاں۔ بالکل صحیح۔ لیکن تم تو جانتے ہو کہ رانگا دوسرے جانوروں کی طرح شکار نہیں کرسکتا۔ دوسرے پالتو جانوروں کی طرح اسے ہمیشہ انسانوں کے ذریعہ ہی کھانا دیا جاتا رہا۔ اب ہم لوگ اسے شکار کے گُر سکھا رہے ہیں لیکن ابھی تک اس میں یہ کوئی خاص دلچسپی نہیں دکھا رہا ہے۔ 'دیکھو، آگے کیا ہوتا۔'' ماما جی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ جب بھوک اسے ستائے گی تو پھر اپنے آپ ہی اسے شکار کے لیے مجبور ہونا پڑے گا۔'' موہت نے گویا فیصلہ سنانے کے انداز میں کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس نے تیز دوڑنے والے جانوروں کا شکار کرنا نہیں سیکھا تو اس بات کا کافی ڈر ہے کہ پھر یہ پالتو جانوروں کو نشانہ بنائے یا آدمیوں پر حملہ کرے۔'' ماما جی فکر مند ہوتے ہوئے بولے۔

''اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدم خور ہوسکتا ہے؟'' شکھا نے حیرت سے پوچھا۔

''ہاں ۔ اس کو مناسب طور پر یہاں دوبارہ بسانے میں کئی طرح کی دشواریاں ہیں، لیکن میرے پاس ایک خاص بات بھی ہے۔ وہ یہ کہ رانگا ابھی چھوٹا ہے۔ صرف تین سال کا اور ایسے میں اس کے جنگلی زندگی کے طور طریقے سیکھنے کے امکانات زیادہ ہیں۔'' ماما جی نے قدرے یقین سے کہا۔ پھر انھوں نے گھڑی پر نگاہ ڈالی اور بولے۔ ''اچھا۔ اب سونے کا وقت ہوگیا ہے۔''

بچے بھی سونے کے لیے وہاں سے اٹھ گئے۔ ''لیکن ایک آخری سوال ماما جی۔'' موہت نے کہا۔ ''کیا اس سینکچوری میں کوئی دوسرا سفید چیتا بھی ہے۔''

''نہیں۔ اس ملک میں بہت کم سفید چیتا ہیں اور وہ زیادہ تر یہاں کے چڑیا گھروں میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سینکچوری انتظامیہ نے مجھے اس بات کی اجازت دی کہ میں رانگا کو یہاں بسانے کا ایک تجربہ کروں۔''

یکایک انھیں باہر کسی کے زور سے بولنے کی آواز سنائی دی۔ اتنے میں سامنے کا دروازہ یکایک کھلا اور ایک عجیب وغریب آدمی اندر آگھسا۔ اور بے شمار گھنٹیاں بج اُٹھیں۔ اس کے پیروں میں لکڑی کی کھڑاؤں تھی جس سے فرش پر ٹپ ٹپ کی آواز ہو رہی تھی۔

ماما جی اس آدمی کی طرف دوڑے اور بچے بھی ان کے پیچھے بھاگے۔

وہ ایک گیروا پوشاک پہنے ہوئے تھا جو کندھے سے لے کر گھٹنے تک لمبی تھی۔ اس کے بازو، چہرے اور گردن پر راکھ لگی ہوئی تھی۔ اس کے لمبے بال بے ترتیب اور ایک جگہ بندھے ہوئے

تھے۔ ایک رنگین مالا اس کی گردن سے لٹک رہی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ایک کمنڈل تھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں جب اس نے اُن کی طرف گھورا اور سانس بھی تیز تیز لے رہا تھا۔

''تو تم ہی وہ بڑے آدمی ہو جس نے سفید چیتا کے لیے میری پیش کش کو واپس کر دیا؟'' ماما غصّے سے بھرے لگ رہے تھے۔ ''تمہاری یہ ہمت کیسے ہوئی کہ میری اجازت کے بغیر تم میرے گھر میں داخل ہوئے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ رانگا بکاؤ نہیں ہے۔''

اس آدمی نے بڑے بے ہنگم طریقے سے اپنے جبڑے کو پھلایا۔ ''مجھے یہاں آنے اور جانے کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اگر تم خیریت چاہتے ہو تو چیتا کو میری شرائط پر بیچ دو میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں۔ ورنہ میں تمہیں بددعا دوں گا۔ وہ تمہارے لیے مصیبت لائے گی اور تمہاری نوکری کو بھی ختم کر دے گی۔ یاد رکھو۔''

وہ پھرا اور بدترین بددعائیں دیتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جڑواں بھائی بہن پھلک کی طرف وضاحت کے لیے مڑے۔

''یہ ہمارے گاؤں کے جنگلی بابا'' ، ہیں۔ پھلک نے چپکے سے کہا۔

آزادی کی بازیابی

''یہ جادو کیا ہے؟'' موہت پکار اُٹھا۔

''کیا یہ جنگل میں رہتا ہے؟'' شکھا نے پوچھا۔

پھلک ان کی باتوں پر ہنس پڑا۔ اس نے کہا، ''نہیں، یہ ہمارے گاؤں میں رہتا ہے۔ اس کے ساتھ بہت سارے بھکت ہیں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اسے مافوق الفطرت قوت حاصل ہے اور جاہل گاؤں والے اس سے بہت متاثر ہیں۔''

''لیکن یہ رنگا کو کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے؟'' شکھا کو بابا سے اُسی گھڑی نفرت ہوگئی۔ ''کیا اس پر سواری کرنے کے لیے؟''

موہن ماما اس کی باتوں پر مسکرائے۔ ''در اصل بات یہ ہے کہ اسے حاصل کر کے وہ اپنے بیوقوف مریدوں کو متاثر کرنا چاہتے ہے۔'' پھر ان کے چہرے پر سختی آ گئی۔ '' بہت ممکن ہے کہ اس کی نظر چیتا کے سفید چمڑے پر ہو۔ یہ بہت آسانی سے دستیاب نہیں ہے اس لیے یہ رانگا کو



حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ ان کی ہڈیوں کے تعویذ اور گنڈے تک بناتے ہیں۔ یہ آدمی اس سے کافی پیسہ کمانا چاہتا ہے۔ اس سے قبل بھی اس کے پاس ایک چیتا تھا اور وہ پُر اسرار طریقے پر موت کا شکار ہوا تھا۔''

شکھا نے اپنے کندھے اچکائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس سرکس والے اور اس خوفناک بابا سے رانگا کو ضرور بچائیں گے۔'' تبھی شکھا کو کسی چیز کی سنسناہٹ کی آواز سنائی دی اور اسے محسوس ہوا کہ اس کی چوٹی کو کوئی کھینچ رہا ہے۔ پھر اپنی گردن پر بھی چوٹ کا احساس ہوا۔

''بچاؤ۔'' وہ چلائی۔ دوسرے لوگ بھی اس کی چیخ پر متوجہ ہوئے۔ رانگا اپنی حرکت سے شکھا کو ڈرا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے چلتا ہوا شکھا کے پاس پہنچ گیا تھا اور اپنی دم سے اسے چوٹ پہنچا رہا تھا۔ شکھا خوف سے فوراً ایک کرسی پر چڑھ گئی اور دوسرے لوگ اس پر ہنسے بنا نہیں رہ سکے۔

رانگا سیدھا موہت کے پاس پہنچا۔ وہ ایک بڑا سا چیتا تھا۔ اس کی پیلی دم بالکل سفید لگتی تھی۔ وہ واقعی دیکھنے میں بہت خوبصورت اور شاندار لگ رہا تھا۔

''تعجب کی کوئی بات نہیں کہ وہ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔'' موہت نے اس کی گردن کو سہلاتے ہوئے کہا۔'' تم آجاؤ یہ نقصان نہیں پہنچائے گا شکھا۔''

شکھا بھی ہمت کر کے آگے آئی اور اس نے بھی اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ ''میں چاہتا ہوں کہ کاش میں اسے اپنے پاس رکھ سکتا۔'' موہت نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''دیکھئے ماما جی۔ اسے حاصل کرنے کے لیے اب ایک تیسرا آدمی بھی میدان میں آ گیا ہے۔'' شکھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ماما جی۔ کیا کل صبح ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ جنگل میں جاسکتے ہیں جہاں آپ رانگا کو چھوڑنے جائیں گے؟'' پھلک نے شرماتے ہوئے پوچھا۔ وہ ابھی تک ان سے کسی قدر سہا ہوا تھا۔

''ہاں ماما جی۔ مہربانی کر کے ہمیں بھی ساتھ لے چلئے۔'' دونوں بھائی بہن نے ایک ساتھ کہا۔

ماما جی نے ان کے پُرتجسس چہروں کو غور سے دیکھا اور پھر ہامی بھر لی۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن تم لوگوں کو اس کے لیے بالکل صبح ہی اٹھنا ہوگا۔''

''ہم لوگ آپ کو بالکل تیار ملیں گے۔'' بچے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولے۔

شکھا بستر پر جاتے ہی فوراً خراٹے لینے لگی۔ وہ اتنا تھکی ہوئی تھی کہ اسے یہ خیال بھی نہیں رہا کہ

مچھر دانی کو گرا ہی لے۔ موہت کو لیکن نیند نہیں آئی۔ وہ چوڑی سی کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا جس میں تاروں کی جالی لگی ہوئی تھی۔ ایک سفید شکل باہر چل پھر رہی تھی۔ یہ رانگا تھا۔

موہت نے ہلکی سی سیٹی بجائی۔ اس میں کچھ ایسی بات تھی کہ جانور فوراً اس کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اس کے پاس چلے آتے تھے۔ گھر کے لوگ ہمیشہ اس کی اس قدرت کی دین پر ہنسا کرتے تھے۔ وہ اسے ''بانسری والے کی سیٹی'' کہتے تھے۔ اسے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ رانگا نے بھی اس کی سیٹی پر دھیان دیا اور سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے دوبارہ سیٹی بجائی اور رانگا فوراً اس کے پاس آ گیا۔

''ہیلو' بڑے میاں' کل ہم تمہیں آخری بار الوداع کہیں گے۔'' اس نے سرگوشی کی۔ رانگا نے اس کی آواز پر دھیان دیا اور اپنے پیروں سے کھڑکی کی جالی کو کھرچنے لگا۔ لیکن جب اندر آنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو پھر زمین پر بیٹھ گیا۔

پھلک اگلی صبح انھیں جگانے آیا۔

''ارے! ابھی تو صرف پانچ بج رہے ہیں۔ اتنی صبح جگانے کی ضرورت کیا تھی۔'' موہت نے چڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

''ارے بیوقوف! کیا تم بھول گئے کہ ہمیں ماما جی کے ساتھ جانا ہے۔'' شکھا یکا یک اپنے بستر سے اچھل کر نیچے آ گئی۔ ''کیا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم لوگوں نے اگر ذرا بھی دیر کی تو ماما جی فوراً چل دیں گے۔''

موہت بھی فوراً اٹھ گیا اور دونوں بھائی بہن فوراً ہی جلدی جلدی تیار ہو گئے۔ بچوں میں بہت جوش تھا۔ انھوں نے ٹھیک طرح سے ناشتہ بھی نہیں کیا۔ ماما کی لاکھ ہدایتوں کے باوجود بڑی مشکل سے وہ لوگ دلیا اور ایک دو ٹوسٹ کھا پائے۔

یہ ایک عجیب جلوس تھا جو آج بنگلے سے باہر نکلا۔ موہن، ماما جی آگے بڑھے۔ بچے ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ ان کے پیچھے آدھے درجن لوگ تھے جو ایک بڑے سے پنجرے میں رانگا کو قید کر کے ایک گاڑی پر کھینچے لیے جا رہے تھے۔ وہ ایک رسّی کی مدد سے اس گاڑی کو کھینچ رہے تھے۔ رانگا کو اس طرح قید کیا جانا پسند نہ آیا اور وہ بڑے زور سے غرّایا۔

گاڑی پر ایک بڑی سی ٹوکری میں بہت سا کھانا اور پانی رکھ دیا گیا تھا۔ بچوں نے اپنی الگ پانی کی بوتلیں سنبھال رکھی تھیں اور انھوں نے اپنی اپنی دوربینیں بھی ساتھ لے لی تھیں۔

''کیا کوئی خاص جگہ ہے جہاں آپ رانگا کو رکھنا چاہتے ہیں؟'' موہت نے اپنے ماما جی سے

پوچھا جو تیز تیز قدموں سے آگے آگے چل رہے تھے۔ موہت نے دوڑ کر ان کو جا پکڑا۔

''ہاں۔''

''کیا اس علاقے کے دوسرے چیتا اس کام میں مداخلت نہیں کریں گے۔'' شکھا نے جاننا چاہا۔ ''وہ تو اسے نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔''

''بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ اس لیے ہم نے رانگا کے لیے ایک خاص جگہ کا چناؤ کیا ہے۔ اور جب کہ تم جانتے ہوئے کہ ہر چیتا کا اپنا دائرۂ اختیار ہوتا ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ اس علاقے کا بوڑھا چیتا کچھ دنوں قبل ہی مر گیا تھا۔'' ماما جی نے کہا۔

ایک گھنٹہ اور اس سے زیادہ چلنے کے بعد وہ سب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے بیچ واقع ایک گھاٹی میں آ گئے۔ وہاں جنگل بھی کافی گھنا تھا۔ ان کی سطح میں ایک جھرنا بھی تھا لیکن اس میں پانی کی ایک بوند تک نہیں تھی۔

پنجڑے کا منہ کھول دیا گیا اور رانگا ایک تیز غراہٹ کے ساتھ باہر آ گیا۔ وہ جھرنے کے پاس پہنچا۔ اسے سونگھا اور پھر کود کر دوسری جانب آ گیا۔ پھر وہ زمین پر لوٹنے لگا۔ ایسا لگتا ہے کہ اسے یہاں کی آزادی اچھی لگ رہی ہے۔'' موہت نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد رانگا وہاں سے اٹھا اور گھنے جنگل میں غائب ہو گیا۔

کمل کے پھول اور گھڑیال

''جلدی کرو موہت۔ مجھے تمہارے درجے کی کئی ساتھی دکھائی دے رہے ہیں۔'' شکھا نے دوربین سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ایک رصد گاہ کے مینار کے اوپر کھڑی تھی۔ وہاں وہ لوگ دن کا کھانا کھانے کے لیے رکے تھے۔

موہت کو شکھا کے انکشاف پر حیرت ہوئی۔ اس نے بھی دوربین اپنی آنکھوں پر لگا کر اسی جانب دیکھا جدھر شکھا اشارہ کر رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ پیڑوں پر لنگوروں کا ایک گروپ بیٹھا ہے۔ شکھا اس کو چڑا رہی تھی۔ اس نے اس کی چوٹی کھینچی۔

''ارے چھوڑو۔ درد ہو رہا ہے۔'' شکھا نے موہت سے خود کو آزاد کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ چھوڑ دوں گا۔ لیکن جاؤ اور جا کر انھیں ہیلو کہو۔'' اس نے اُلٹ کر جواب دیا۔ یہ ایک لمبا مینار تھا اور وہاں سے آس پاس کی ساری چیزیں بہت خوبصورت نظر آ رہی تھیں۔

''ارے! اس پہاڑی پر ایک قلعہ بھی ہے۔'' شکھا جوش میں آتے ہوئے بولی۔

''وہ رنتھم بھور کا قلعہ ہے۔'' پھلک نے بتایا۔ ''اسی قلعہ کے نام پر سینکچوری کا نام رکھا گیا ہے۔''

''ہم لوگ اس قلعہ کو کسی روز دیکھنے ضرور جائیں گے۔'' موہت نے کہا۔

''ایک بڑا سا کالا بندر دکھائی دے رہا ہے۔ نہیں، لگتا ہے کہ کوئی بھالو ہے جو پیڑ پر بیٹھا ہے۔'' شکھا نے ایک بڑے سے سست بھالو پر نظر ڈالتے ہوئے کہا جو ایک شاخ پر بیٹھا تھا۔

''ایک بڑا لمبی دُم کا طوطا بھی وہیں بیٹھا ہوا ہے۔'' پھلک نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ تبھی ماما جی بھی وہاں آ گئے۔ ''بچّو! اب ہمیں واپس چلنا چاہیے۔''

''ماما جی۔ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رانگا کو کہاں چھوڑا ہے۔'' موہت نے پوچھا۔ ماما جی نے غور سے آس پاس کی چیزوں کو دیکھا۔ ''کیا تم اس پہاڑی کو دیکھ رہے ہو جہاں چٹان اس طرح سے آگے کو نکلی ہوئی ہے جیسے ایک بھالو اپنے پیروں پر بیٹھا ہو۔ وہیں ہم لوگوں نے رانگا کو چھوڑا ہے۔''

''ہم لوگوں کو اب چلنا چاہیے۔'' جڑواں بچوں نے جھجکتے ہوئے کہا۔ تبھی پھلک کو ایک خیال آیا۔ ''میرا گاؤں بہت پاس میں ہے۔ کیا میں ان دونوں کو اپنے ساتھ اپنا گاؤں دکھانے لے جا سکتا ہوں؟'' اس نے ماما جی کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھ کر پوچھا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ اندھیرا ہونے سے پہلے تم لوگ لوٹ آؤ گے؟ ماما جی اجازت دیتے ہوئے بولے۔ پھر انھوں نے اپنے تھیلے سے دو بندوقیں نکالیں۔ اور اس میں سے ایک شکھا کو دی۔'' اس ہوائی بندوق کو پکڑو۔ جب کوئی ناگہانی ضرورت ہو۔ بندوق چلانا۔'' دوسری بندوق لڑکوں کو سونپنے میں اُنھیں جھجک ہوئی۔

یہ چھرّے پھینکنے کرنے والی بندوق ہے۔ اگر تم لوگوں پر کوئی جنگلی جانور جیسے گیدڑ بھالو یا لکڑ بھگّا حملہ کرے تو اس پر اس سے وار کرنا۔ لیکن اس وقت تک اس کا استعمال نہ کرنا جب تک بہت ضروری نہ ہو۔'' بچے ماما جی کی بات پر آمادہ ہوئے اور پھلک کے ساتھ اس کے گاؤں لو ہریا کے لیے روانہ ہو گئے۔

''کیا یہ بہت دور ہے؟'' شکھا نے جاننا چاہا۔

''نہیں نہیں۔ یہ صرف 'کور ایریا' سے باہر ہے۔''

''تمہارا مطلب یہ ہے کہ سینکچوری کے اندر ہے۔''

پھلک مسکرایا۔''ہاں۔ دراصل گاڑی لوہاروں کی یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے۔''

''یہ کون لوگ ہیں؟'' دونوں نے ایک ساتھ پھلک سے پوچھا۔

''یہ بنجاروں کی ایک نسل ہے۔ پیشہ سے یہ سب لوہار ہیں۔ اور اپنے کام کی غرض سے جگہ جگہ گھومتے رہتے ہیں۔''

''لیکن یہ لوگ یہاں کیسے آگئے۔ اس سینکچوری کے اندر۔'' موہت نے پوچھا۔

''یہاں ایک چھوٹا سا تیرتھ استھان ہے جس سے ان کی بڑی عقیدت ہے۔ اس لیے یہ گروپ میں آتے ہیں۔ کچھ دن یہاں ٹھہرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔'' پھلک نے واضح کرتے ہوئے کہا۔

اُن لوگوں نے تبھی ایک پہاڑی کو پار کیا۔ پھر خاردار تاروں کی باڑ سے گزرے۔ ''ہم لوگ اب گاؤں میں پہنچنے والے ہیں۔'' پھلک نے تیز تیز چلتے ہوئے کہا۔ اسے اپنے چچا سے ملنے کی بہت خواہش ہو رہی تھی جنھیں لوگ وہاں پنڈت جی کے نام سے جانتے تھے۔

ایک کھلے میدان میں لوہار ذات کی رنگ برنگ کی گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ بچوں نے بھی اس رنگینی میں اپنی ہنسی سے اضافہ کیا۔ عورتیں بھی رنگین لہنگا اور چنری میں خوبصورت لگ رہی تھیں۔ وہاں ہتھوڑوں اور کام کرنے والوں کا شور تھا۔

''یہ کیا ہے؟'' دونوں نے تعجب سے پوچھا۔

''چوں کہ یہ لوگ لوہار ہیں اس لیے یہ لوہے کے طرح طرح کے اوزار بناتے ہیں۔'' پھلک نے بتایا۔ دونوں نے دیکھا کہ وہاں لوگ بیٹھے لوہے کو گرم کر کے طرح طرح کے برتن اور سامان بنا رہے تھے۔ شکھا نے ان کی بڑی سی لوہے کی گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ان گاڑیوں میں کتنی کلاکاری کی گئی ہے۔''

''ایسا ہونا ہی چاہیے۔ یہ گاڑیاں اُن کے گھومنے والے گھر کا کام کرتی ہیں۔ ان کا سارا سامان اسی میں سما جاتا ہے۔ اسی لیے تو انھیں گاڑی لوہار کہا جاتا ہے۔'' پھلک نے بتایا۔

وہاں پر کچھ بیل گاڑیاں بھی تھیں۔ کچھ بکرے اور مرغیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔ تبھی وہ لوگ ایک جگہ رکے جہاں ایک آدمی ایک بڑے سے لوہے کی چھڑ کو پکڑے ہوئے تھا اور ایک عورت اس

پر زور زور سے ہتھوڑے چلا رہی تھی۔ اس بستی کی ایک جانب پیپل کے پیڑ سے ڈھکا ایک چھوٹا سا پتھروں کا مندر تھا۔ اس کے بغل میں ایک بڑا سا حوض تھا۔ اسے سیمنٹ کی دیوار سے گھیر دیا گیا تھا اور پانی تک پہنچنے کے لیے سیڑھیاں بنا دی گئی تھیں۔ دوسرا حوض ٹوٹ گیا تھا اور پانی کی وجہ سے وہاں دلدل بن گئی تھی۔ پھر اس کے بعد جنگل شروع ہو جاتا تھا۔ وہ لوگ مندر کے پاس آئے۔ شکھا نے اندر جھانک کر دیکھا۔

''یہ خالی ہے۔ دیکھو، یہ کتنا پرانا لگتا ہے۔'' اس نے کہا۔

''پیپل کا پیڑ بھی اتنا ہی پرانا معلوم ہوتا ہے'' موہت بولا۔

''ہاں۔ اس کے ساتھ ایک عجیب و غریب کہانی جڑی ہوئی ہے۔ اصل عبادت گاہ یہی ہے۔ لیکن پھر بھی یہاں اس نئے مندر کی تعمیر کی گئی۔'' پھلک نے واضح کیا۔ دونوں کو ان چیزوں کے بارے میں اور بھی جانکاری حاصل کرنے کی خواہش ہو رہی تھی۔

''لیکن میں نے ان چیزوں کے بارے میں زیادہ جاننے کی کبھی کوشش نہیں کی۔'' پھلک نے کہا۔''اگر کچھ اور جاننا چاہتے ہو تو پھر میرے چچا سے پوچھو۔ وہی اس نئے مندر کے پجاری ہیں۔''

''ارے! وہاں دیکھو۔ اس حوض کے اندر بہت سے کمل کے پھول بھی کھلے ہوئے ہیں۔ آؤ، ان میں سے ایک توڑ لیں اور پھر انکل کے پاس چلتے ہیں۔'' شکھا نے کہا۔

وہ لوگ حوض کی سیڑھیوں پر آگئے۔ پانی کائی سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس میں رنگ برنگ کے کمل کے پھول کھل رہے تھے۔

''اس حوض کو رانی جی کی باؤلی کہتے ہیں۔ باؤلی، حوض کو کہتے ہیں۔ یہاں صرف جانور پانی پینے آتے ہیں جب گرمیوں میں جنگل میں پانی نہیں ہوتا۔'' پھلک نے انھیں بتایا۔

شکھا کی تبھی نگاہ ایک بڑے سے کچھوے پر پڑی جس نے حوض سے باہر آکر اپنا سر نکالا۔ موہت ایک شاخ سے اس کو چھونے لگا۔ کچھوے نے شاخ کو کترنا شروع کر دیا۔

شکھا غور سے پانی کو دیکھ رہی تھی۔''دیکھو وہاں ایک لکڑی کا کندہ تیر رہا ہے۔ نہیں، ارے یہ تو کھل رہا ہے۔ اس کے تو دانت بھی ہے۔'' خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے وہ چلائی۔

''یہ تو ایک مگرمچھ ہے۔'' موہت پھر پھلک کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔''کیا تم نے کبھی اس سے قبل یہاں مگرمچھ دیکھا ہے؟''

ارے! بہت سارے۔ اسی لیے تو کوئی بھی یہاں نہانے نہیں آتا۔ تمہیں جو دکھائی دیا ہے وہ

ایک گھڑیال کی تھوتھنی ہے۔ شاید وہ تمھیں خوش آمدید کہنے آیا ہے۔'' تبھی پھلک نے شکھا سے کہا۔ ''چلو اب ہم لوگ واپس چلیں نہیں تو شاید وقت پر ہم وہاں نہیں پہنچ پائیں گے''۔

''پہلے مجھے اس کمل کے پھول کو توڑ لینے دو۔'' شکھا کائی لگی سیڑھی پر احتیاط سے اترتے ہوئے بولی۔ اس نے اپنا ہاتھ پانی میں رکھا۔ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ مگرمچھ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ مگرمچھ بھی سست چال سے تیر رہا تھا۔ وہ پھول توڑنے کے لیے جھکی تبھی یکایک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ حوض کے اندر جا گری۔

رات کا ملاقاتی

موہت کا خوف سے حلق سوکھنے لگا۔ وہ تیزی سے شکھا کو بچانے کے لیے سیڑھیوں پر دوڑا۔ لیکن اس کے ڈر کی انتہا نہ رہی جب اس نے مگرمچھ کو شکھا کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ وہ پانی میں کودنے ہی والا تھا کہ اسے زور سے پانی میں چھپکنے کی آواز سنائی دی۔ پھلک پانی میں کود پڑا تھا۔

پھلک نے فوراً شکھا کو پکڑ لیا جو پانی میں غوطے لگا رہی تھی۔ وہ بے ہوش ہوئی جا رہی تھی۔ موہت نے بھی اس کی مدد کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اتنے میں مگرمچھ وہاں آ گیا۔ جہاں شکھا گری تھی۔ ''تم ٹھیک تو ہو شکھا؟'' موہت نے شکھا کا ہاتھ سہلاتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ اب ہمیں چلنا چاہیے۔'' شکھا جلدی سے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ چھوکروں کا ایک گروہ بھی وہاں آ کر جمع ہو گیا تھا اور وہ انھیں دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

پھلک پھر انہیں لے کر نئے مندر میں آ گیا۔ یہ بستی کی دوسری جانب بنا ہوا تھا۔ اس میں سفید سنگ مرمر اور پتھر لگے ہوئے تھے۔ اس مندر کے پاس ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ شکھا کی عمر کی ایک لڑکی وہاں کھیل رہی تھی۔ انھیں دیکھتے ہی وہ ان لوگوں کے پاس دوڑی ہوئی آئی۔

''امّاں! پھلک بھیّا آئے ہیں۔'' وہ چلّائی۔

آواز سن کر ایک عورت باہر آئی۔ وہ شکھا اور پھلک کو دیکھنے لگی جو پانی سے شرابور ہو رہے تھے۔

''کیا ہوا؟'' اس نے پوچھا۔ ''پھلک۔ تم اندر آ جاؤ اور کپڑے بدل لو۔ بیٹی تم میرے پاس



آؤ۔ میں تمہیں بملا کے کپڑے پہننے کے لیے دے دوں گی۔'' وہ شکھا کو لے کر اندر کی طرف آ گئی۔

اسی دوران پھلک کے چاچا جی بھی وہاں آ گئے۔ موہت نے انہیں نمسکار کیا اور ساری باتیں بتائیں۔ '' بھگوان کا شکر ادا کرو۔ تم لوگ بچ گئے۔'' انھوں نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ '' باولی میں بہت سارے مگرمچھ ہیں۔'' انہوں نے پھلک کو پیار کرتے ہوئے کہا جو کپڑے تبدیل کر کے ابھی ابھی باہر آیا تھا۔

اس کے کچھ دیر بعد لہنگا اور چنی پہنے ایک لڑکی باہر آئی۔ موہت نے اس کی طرف دیکھا اور وہ ہنسے بغیر نہیں رہ سکا۔ پھلک بھی اپنی ہنسی کو روکنے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔ بملا کے کپڑوں میں شکھا بالکل مختلف نظر آ رہی تھی۔

وہ ان لوگوں پر غرائی۔ '' میں کیا کر سکتی ہوں۔ جو مجھے ملا وہ میں نے پہن لیا۔ کچھ بھی ہو۔ ان بھیگے کپڑوں میں پریشان ہونے سے بہتر ہے کہ میں اسے پہنے رہوں۔''

'' تم لوگ تھوڑی دیر رکو۔'' ان کے میزبان نے کہا۔ '' تمہارے کپڑے میں نے سوکھنے کے لیے باہر پھیلا دیے ہیں۔'' وہ لوگ چارپائی پر بیٹھ گئے اور تربوز کا مزہ لینے لگے جو ابھی ابھی کاٹ کر ان کے لیے پھلک کی چچی لائی تھیں۔ '' جیسا کہ تم لوگوں نے ایک چیتا کو آزاد ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔'' پجاری نے کہا جب ان لوگوں نے اس کے بارے میں انھیں بتایا۔ '' میں امید کرتا ہوں کہ تمہارے ماما جی اس تجربے میں کامیاب ہوں گے۔''

شکھا تعجب ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ ' کیا آپ چیتا سے نہیں ڈرتے۔ وہ آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ویسے رانگا تو پالتو ہے۔''

پجاری نے اپنا سر ہلایا۔ '' چیتا ہمیں نقصان نہیں پہنچاتے۔ جنگل میں ان کے لیے کھانے پینے کی کیا کمی ہے۔ پھر وہ بھلا ہمارے گاؤں میں کیوں آئیں گے اور ہمارے کمزور بیلوں کو کیوں نشانہ بنائیں گے۔''

'' جنگلی بابا لیکن رانگا کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔'' پھلک نے بتایا۔ پجاری نے ٹھنڈی آہ بھری۔ '' وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ بہت بڑا دھوکے باز ہے لیکن میں ان سیدھے سادے گاؤں والوں کو کیسے سمجھاؤں۔ وہ یہ افواہ پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ایک سفید چیتا ان کے لیے بدشگون ثابت ہو سکتا ہے۔''

یکا یک شکھا کو کچھ بات یاد آ گئی اور وہ پھر پھلک کے چاچا جی کی طرف مخاطب ہو کر جوشیلے

انداز میں بولی، '' چاچا جی ہم لوگوں نے سنا ہے کہ اس مندر کے ساتھ کوئی کہانی جڑی ہوئی ہے۔ مہربانی کر کے ہمیں بھی بتائیے نا!''

'' ہاں ہاں۔ بتائیے۔'' موہت نے بھی ہامی بھری۔

پجاری مسکرائے۔ '' ٹھیک ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اس حوض کو رانی جی کی باؤلی کہتے ہیں۔ اس باؤلی کو رتھمبھور کے راجہ نے اپنی مہارانی کے لیے تعمیر کرایا تھا۔ یہ دراصل ایک بڑے سے پارک کا حصہ تھا لیکن صدیوں بعد یہ تباہ ہو گیا اور پھر اس پر جنگل اُگ آئے۔ پارک کا کوئی حصّہ باقی نہیں بچا سوائے اس باؤلی، مندر اور حوض کے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں بھگوان کرشن کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ مورتی میں بہت سے قیمتی ہیرے جواہرات لگے ہوئے تھے اور بھگوان کی بانسری بھی خالص سونے کی بنی ہوئی تھی۔'' پجاری پرانی باتوں کو یاد کرتے ہوئے بولے۔

پھر کیا ہوا چاچا جی؟'' دونوں بھائی بہن نے ایک ساتھ پوچھا۔

'' ایک بار جب دشمنوں نے قلعہ پر حملہ کر دیا'' پنڈت جی پھر بتانے لگے۔ '' راجہ کو اس جنگ میں ہار ہوئی اور راجہ اور رانی کو اپنی جان بچانے کے لیے بھاگنا پڑا۔ مورتی بھی ان لوگوں نے اپنے پاس چھپا لی۔ حملہ آوروں نے اس قیمتی مورتی کے بارے میں پہلے سے ہی سن رکھا تھا۔ ان لوگوں نے اسے ہر جگہ تلاش کیا لیکن مورتی انھیں کہیں نہیں ملی۔''

'' کہا جاتا ہے کہ گاڑی ذات کے لوہار اس راستے سے گزر رہے تھے۔ ان لوگوں نے راجہ اور رانی کو وہاں سے جان بچا کر بھاگنے میں مدد کی۔ شکریے کے طور پر راجہ نے وہ مورتی ان لوہاروں کے سردار کو تحفہ کے طور پر دے دی اور یہ کہا کہ جب کبھی حالات سازگار ہو جائیں تو اس مورتی کو اپنی اصل جگہ پر قائم کر دینا۔ کہا جاتا ہے کہ سردار نے راجہ سے کیا ہوا وعدہ نبھایا اور مورتی کو اپنی جگہ پر لا کر رکھ دیا۔ لیکن ڈاکوؤں کو اس واقعہ کی بھنک لگ گئی۔ لیکن سردار نے ان ڈاکوؤں سے اسے بچانے کے لیے اسے حوض کے اندر کہیں چھپا دیا۔''

'' پھر کیا کسی نے حوضوں کے اندر راسے تلاش نہیں کیا؟'' موہت نے پوچھا۔

پجاری ہنسا۔ '' ارے! ہر جگہ اس کی تلاش ہوئی۔ ایک ایک انچ جگہ چھان ماری گئی۔ یہاں تک کہ آس پاس کی جگہوں میں بھی لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ مورتی کہیں نظر نہ آئی۔ لیکن اسے محض ہم ایک کہانی کہہ سکتے ہیں کیوں کہ کوئی بھی آدمی اس کو حاصل کرنے میں آج تک کامیاب نہیں ہو سکا۔''

"کیا گاڑی لوہار اس کی تلاش میں یہاں آتے رہتے ہیں؟" شکھا نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔ "نہیں نہیں۔" پنڈت جی نے جواب دیا۔ "اس واقعہ کے بعد جب ڈاکوؤں نے مورتی نہ ملنے پر لوہاروں کے سردار کا قتل کر دیا تب سے یہ لوہار اس جگہ کو روایتی طور پر اپنا سمجھنے لگے۔ مندر تو بعد میں یہاں بنایا گیا اور تب سے یہ لوگ اسے عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس چھتری کی طرف دیکھو۔" اس نے مندر کی گنبد پر بنی چھتری نما ایک چیز کی طرف اشارہ کیا جو مقتول سردار کی یاد میں بنائی گئی تھی۔ اس علاقے کو سینکچوری والوں کے اپنی تحویل میں لینے سے پہلے یہاں ایک بڑا سا میلہ بھی لگتا تھا۔"

"اور بھی کچھ بتائیے۔" موہت نے کہا۔ پنڈت جی نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔ "یہ کہا جاتا ہے کہ سردار نے مرنے سے قبل ایک بات کہی۔ "میں اسے تم لوگوں کے پاؤں تک لے آیا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی اسے تاج بخشے۔" لیکن یہ صرف ایک کہانی ہے جو صدیوں سے ایک منہ سے دوسرے منہ ہوتی ہوئی چلی آرہی ہے۔"

"کاش ہم لوگ اس مورتی کو حاصل کر سکتے۔" شکھا نے سرد آہ لیتے ہوئے کہا۔

"اب ہم لوگوں کو یہاں سے رخصت ہونا چاہیے۔ راستہ بھی لمبا اور دشوار گزار ہے۔" پھلک نے اٹھتے ہوئے کہا اور دونوں بچے بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

"تمہارے کپڑے ابھی پوری طرح سوکھے نہیں ہیں۔ لیکن میرے کپڑے پہن کر تم جا سکتی ہو۔ بعد میں وہ واپس آجائیں گے۔" بملا نے شرماتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اپنے بھائی پھلک کی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ "بھیا۔ اماں اور پتا جی زینت پور میں سرکس دکھانے کے لیے لے جانے والے ہیں۔"

پھلک نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔ "تو کیا سرکس آگیا ہے؟"

پنڈت جی نے سر ہلایا۔ "ہاں، یہ کچھ دنوں کے لیے یہاں رکنے جا رہا ہے۔"

"تب ہم لوگو ماما جی سے کہیں گے کہ وہ ہمیں ایک دن سرکس دیکھنے کے لیے ضرور جانے کی اجازت دیں۔" شکھا جوش میں آتے ہوئے بولی۔ وہ پھر بملا سے گلے ملی اور اسے الوداع کہا۔ سب پھر وہاں سے روانہ ہوگئے۔

جب وہ لوگ گاؤں سے باہر آئے تبھی انہیں پیچھے سے کسی کی بے ہنگم ہنسی کی آواز سنائی دی۔ "ہاہا۔ وہ شکاری سمجھتا ہے کہ اس سفید چیتا کو ہم سے بچالے گا۔ اس سے جا کر کہو کہ ہم اسے ہر قیمت پر حاصل کر کے رہیں گے۔"

بچوں نے ادھر اُدھر دیکھا۔ جنگلی بابا مندر کے پاس کچھ لوگوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ لوگ جلدی ہی وہاں سے آگے بڑھ کر جنگل میں آگئے۔ یکا یک ایک لکڑ بھگا وہاں آگیا اور ان لوگوں پر غرایا۔ موہت نے فوراً عقل سے کام لیا۔ ائرگن نکال کر ہوا میں فائر کیا۔ خوف سے جانور بھاگ کھڑا ہوا۔ بچوں نے بھی اب اپنی رفتار تیز کر دی اور وہ جلدی ہی بنگلہ پر پہنچ گئے۔ ماما جی ان لوگوں کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ وہ شکھا کو مختلف کپڑے میں دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے اور جب انھیں یہ پتہ چلا کہ وہ باؤلی میں گر گئی تھی تو وہ اور بھی پریشان ہوئے۔ "وہ ایک خطرناک جگہ ہے۔ تم لوگوں کو ہوشیاری سے پیش آنا چاہیے تھا۔" انھوں نے انہیں متنبہ کرتے ہوئے کہا۔ "خیر، تم لوگوں کو رات آج اکیلے ہی گزارنی ہوگی کیوں کہ میں ایک ضروری کام سے کہیں باہر جا رہا ہوں۔ یہاں سنا ہے کہ بہت غیر قانونی شکار ہوتے ہیں اور مجھے ان شیطانوں کو دھر دبوچنا ہے۔"

موہت جلدی سو نہ سکا۔ وہ مورتی کی کہانی پر غور کرنے لگا۔ رات گرم تھی۔ وہ اٹھا اور کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ اس نے گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔ صبح کے دو بج رہے تھے۔ "اب تھوڑی دیر سونا چاہیے۔" اس نے سوچا اور سونے کے لیے بستر کی طرف مڑنے والا تھا لیکن تبھی وہ رکا، اس نے باہر جھاڑیوں میں کچھ ہلتے ہوئے دیکھا۔ اس نے غور کیا تو ہوا بھی نہیں چل رہی تھی۔ پھر یہ پتّوں میں سرسراہٹ کیسی؟ اور صرف اس جھاڑیوں کے پاس ہی چیزیں ہل ڈُل رہی تھیں۔ "شاید یہ کوئی چوری سے شکار کرنے والا" ہے۔ اس نے غور سے سوچا۔ پھر اسے اپنے ماما جی کی بات یاد آگئی۔ اسی وقت ایک پرچھائی بنگلے کی دیوار پر نمودار ہوئی کیوں کہ باہر تیز چاندنی تھی۔

یہ رانگا تھا۔

دریافت

شکھا خواب میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس نے دیکھا وہ ایک خوبصورت سنواری گئی کشتی میں تیر رہی ہے۔ اچانک کشتی کسی چٹان سے ٹکرا کر زور سے ہچکولے کھانے لگی اور اس میں شدت آتی گئی۔ بس اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ موہت اس کے پاس کھڑا ہے اور اُسے زور زور سے ہلا رہا ہے۔ "اٹھو شکھا اٹھو، دیکھو رانگا باہر کھڑا ہے۔" اس نے کچھ کانا پھوسی کی۔ وہ چوکنا ہوگئی اور مچھر دانی سے باہر آگئی۔ "کیا تم صحیح کہہ رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔ اسے موہت کی بات ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ "ہاں، ہاں۔" موہت نے بے صبری سے جواب دیا۔

''جلدی آؤ میں نے اسے دیوار کے باہر کھڑا دیکھا ہے۔ وہ اندر نہیں آسکتا کیوں کہ وہاں جالی لگی ہوئی ہے۔'' ''کیا ہمیں ماما جی کو اس بات کی خبر کر دینی چاہیے؟'' شکھا نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ''تمھیں معلوم ہے کہ آج رات وہ یہاں نہیں ہیں۔ اور اگر ہوتے بھی تو مجھے یقین ہے کہ وہ یہی کہتے کہ رانگا کو اکیلا چھوڑ دو۔'' موہت نے بحث کی۔

''لیکن باہر کا دروازہ تو بند ہے۔'' شکھا کو یاد آیا۔

''ہاں ہاں میں جانتا ہوں، ہم لوگ دیوار کو پھاند کر اس طرف جائیں گے۔'' موہت نے کمرے سے جلدی نکلتے ہوئے کہا۔ ''میں جلدی جا کر پھلک کو جگاتا ہوں۔ تب تک تم فریج کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ اس میں اس کے کھانے کے لیے کچھ ہے یا نہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ ضرور بھوکا ہوگا۔'' شکھا جلدی سے فریج کے پاس گئی۔ خوش قسمتی سے باورچی نے آج ڈھیروں سامان خریدا تھا۔ اس میں بہت سارا گوشت اور مچھلیاں رکھی تھیں۔ اس نے ایک پلاسٹک کی تھیلی میں ان چیزوں کو رکھا اور باہر لان میں آگئی۔

پھلک وہاں موہت کے ساتھ موجود تھا۔ تینوں بچوں نے دیوار پر ایک دوسرے کو چڑھنے میں مدد کی۔ پھر وہ لوگ بہ حفاظت اس کو پار کر گئے۔ ''اس راستے سے آؤ۔'' موہت انہیں اس جگہ کی طرف لے کر چلا جہاں اس نے رانگا کو دیکھا تھا۔

''یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔'' شکھا چلائی۔ موہت کو بڑا تعجب ہوا۔ وہ دیوار پر چڑھ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ پھر اس نے سیٹی بجانا شروع کر دی۔ جھاڑی میں اسے کسی چیز کی حرکت معلوم ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے رانگا دیوار پر کھڑا تھا۔ وہ خاموشی سے بچوں کی دوسری جانب دیوار پر چڑھ کر آ گیا تھا۔ اس نے غرّا کر اپنی جان پہچان کا ثبوت دیا۔ وہ جالی کی دوسری طرف سے موہت کی انگلیاں چاٹنے لگا۔

''شی ....۔'' پھلک نے سرگوشی کی۔ ''خاموش ہو جاؤ ورنہ باورچی تمھاری آواز سن لے گا اور بھاگا ہوا آ جائے گا۔''

''بے چارہ کتنا اداس اور تنہا دکھائی دے رہا ہے۔ کاش ماما جی اسے اکیلے جنگل میں نہ چھوڑتے۔'' شکھا نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

اس نے گوشت کی تھیلی کو اونچے جال کے اوپر سے اچھال دیا۔ رانگا اسے پکڑنے کے لیے فوراً اچھلا۔ یکا یک کچھ کھٹ سے ہوا اور اُنھوں نے باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔

''چھپ جاؤ۔'' کوئی آ رہا ہے۔'' پھلک نے چلا کر کہا۔

اس سے پہلے کہ وہ لوگ وہاں سے کھسک پاتے ان کے اوپر ٹارچ کی تیز روشنی پڑی۔ ''بچو! تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟'' یہ موہن ماما کی آواز تھی۔

''ہم لوگ رانگا کو کھانا کھلا رہے تھے۔'' موہت نے کہا۔

''کیا! وہ کہاں ہے؟'' موہن ماما کو اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا۔

ان لوگوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں رانگا کھڑا تھا۔ لیکن اب وہ وہاں موجود نہیں تھا۔

''کیا تم لوگ صحیح کہہ رہے ہو کہ وہ رانگا ہی تھا۔'' انہوں نے پوچھا۔

''ہاں ماما جی۔'' ان سب نے ایک ساتھ جواب دیا۔

''اگر تم لوگ اس طرح سے عمل کرتے رہے تو اسے اپنی پچھلی زندگی کی طرف لوٹانے کی میری اُمید پوری ہونے والی نہیں ہے۔'' موہن ماما سخت کلام سے نظر آئے۔

''اگر ہم لوگ اسے اسی طرح کھانا کھلاتے رہے تو اُسے شکار کرنا کیسے آئے گا؟ یہ (رویّہ) ظالمانہ دکھائی دے سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی طے ہے کہ جب تک اسے بھوک کی شدت ستائے گی نہیں وہ شکار کرنا نہیں سیکھ پائے گا۔''

بچوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ''معاف فرمائیں، ماما جی۔'' شکھا نے جواب دیا۔ ''ہم لوگوں نے ایسا نہیں سوچا تھا۔''

موہن ماما نے سرد آہ بھری۔ ''اب تم لوگ اندر آ جاؤ ورنہ تم لوگوں کو ٹھنڈ لگ جائے گی۔ بچے بغیر مزید کچھ ہنگامہ کیے، سونے کے لیے لوٹ گئے۔

اگلی صبح انہیں اٹھنے میں دیر ہوئی۔ ماما جی نے پہلے ہی ناشتہ کر لیا تھا۔ ''تم لوگوں کا آج کا اگر کوئی خاص منصوبہ ہے تو بتاؤ؟'' انہوں نے پوچھا۔

''ہم لوگ صرف دوبارہ گاؤں گھومنے پھرنے جانا چاہیں گے۔'' موہت نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن باؤلی اور جنگلی بابا کا دھیان رکھنا۔'' انہوں نے ان لوگوں سے کہا۔ انہوں نے بابا کی دھمکی کو سن لیا تھا اور وہ بچوں کو کسی مصیبت میں پڑتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔

''ماما جی ہم لوگوں نے سنا ہے کہ زینت پور میں سرکس آیا ہے۔ کیا ہم لوگ اسے دیکھنے جا سکتے ہیں؟'' شکھا نے خواہش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

موہن ماما نے اسے تعجب سے دیکھا۔ ''تم صحیح کہہ رہی ہو؟ زینت پور تو ایک چھوٹی جگہ ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ کورئین نے سوائی مادھو پور کے بجائے یہاں آنا کیسے پسند کیا؟''

''کورئین؟ سرکس کا وہی منیجر؟'' دونوں بچوں نے ایک ساتھ کہا۔

''ہاں، اسی کا سرکس ہے۔ گریٹ بمبئی شو سوائی مادھو پور میں اپنا تماشہ دکھا رہا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ وہی ہو۔'' موہن ماما نے جواب دیا۔

''ہاں، ہے۔'' پھلک نے سر ہلایا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم لوگوں کے جانے کا انتظام کردوں گا۔ زینت پور تو یہاں سے صرف پانچ کیلومیٹر دور ہے۔ اس لیے ٹکٹ حاصل کرنے میں کوئی دشواری بھی نہیں ہوگی۔'' انہوں نے وعدہ کیا۔ شکھا نے خوشی سے انہیں اپنی بانہوں میں جکڑ لیا۔ ''آپ سچ مچ بہت اچھے ہیں ماما جی۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔''

باورچی نے ان لوگوں کے ناشتے کا تب تک انتظام کردیا تھا۔ ''گاجر اور پودینے کی سینڈوچیز ہیں۔'' اس نے کہا۔ ''اور کچھ آم بھی ہیں۔ میں نے دو بوتلوں میں لیموں شربت اور پانی بھی رکھ دیا ہے تاکہ پیاس لگنے پر تم لوگ پانی پی سکو۔ گرمیوں میں ویسے بھی خوب سارا پانی پینا چاہیے۔ یہ لو سے بچاتا ہے۔'' بچوں نے باورچی کا شکریہ ادا کیا اور ناشتے کی ٹوکری کو خچروں پر رکھنے کے لیے آگئے۔ دارا اور مارا دونوں اس وقت ان کے ساتھ جارہی تھیں۔

''مجھے امید ہے کہ تم لوگوں نے اپنا ایمرجنسی کٹ ساتھ رکھ لیا ہوگا۔'' موہن ماما نے انہیں متنبہ کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا پتہ اس کی کب ضرورت پیش آجائے۔''

بچے روانہ ہوگئے۔ حالاں کہ سورج کافی چڑھ آیا تھا لیکن ہرے بھرے پیڑوں کی وجہ سے انہیں گرمی نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ پھلک کو لگ رہا تھا جیسے اسے سارے راستوں کا علم ہو۔ آخر کار وہ لوگ ایک پگڈنڈی نما راستے پر آگئے جہاں سے جانور گذرتے تھے۔ وہاں سے کچھ دوری پر یہ دو سمت میں جاتی تھی۔ ایک حصہ اوپر پہاڑی کی طرف جاتا تھا تو دوسرا نیچے گاؤں کی طرف جاتا ہے۔

''یہ راستہ آخر کہاں لے کر جاتا ہے؟'' شکھا نے پہاڑی کی طرف جانے والے راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ دراصل باؤلی کے ٹوٹے حصّے کی طرف جاتا ہے جو پہاڑی کی دوسری جانب ہے۔'' پھلک نے جواب دیا۔

شکھا کی آنکھیں حیرت سے چمک اُٹھیں۔ ''آؤ چل کر دیکھیں کہ معاملہ کیا۔'' پھلک ہچکچایا۔ ''کوئی بھی اب اس راستے کو استعمال نہیں کرتا۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ اس راستے سے جنگلی جانور پانی پینے آتے ہیں۔''

''ارے آؤ۔ کچھ نہیں ہوگا۔ ابھی تو دن ہے۔ یہ مت بھولو کہ ہمارے پاس چھرّے پھینکنے والی بندوق بھی ہے۔'' شکھا نے اسے یاد دلایا۔

لڑکے تیار ہوگئے وہ لوگ دارا اور مارا کو بھی پہاڑی پر کھینچ لائے اور ایک پیڑ سے باندھ دیا۔ پہاڑی کی دوسری جانب بہت ڈھال تھا۔ زمین بھی باؤلی کے پانی کی وجہ سے دلدلی ہوگئی تھی۔ اس کے چاروں طرف لمبی لمبی گھاس اُگی ہوئی تھی۔

وہ لوگ دوڑتے ہوئے بیچ حصّے تک آگئے۔ یہاں زمین میں پھسلن تھی۔ وہ اس قدر ہانپ رہے تھے کہ سانس لینے کے لیے رُکے۔ اُنھوں نے دلدل میں جنگلی سوروں کے ایک خاندان کو کھیلتے ہوئے دیکھا۔

''دیکھو، وہ کتنے اچھے دکھائی دے رہے ہیں۔' شکھا نے سور کے بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو اپنی ماں کے بدن پر کوند پھاند کر رہے تھے۔

''میں شرطیہ طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہاں مگر مچھ بھی ضرور ہیں۔'' موہت نے گھاس کے اس پار دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں، وہاں دیکھو۔'' پھلک جو ایک مٹّی کے ڈھیر پر بیٹھا تھا۔ اس نے نیچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ان سے کچھ ہی فٹ کی دوری پر ایک گندے رنگ کا بڑا سا روپ ہلتا ڈولتا نظر آیا، پھر وہ دھیرے دھیرے چلنے لگا۔

شکھا خوف زدہ ہوگئی۔ ''میں نے تو سوچا تھا کہ لکڑی کا کوئی ٹکڑا زمین پر پڑا ہے۔ ارے بھاگو، وہ آرہا ہے۔'' وہ اپنا قدم پیچھے کی طرف ہٹاتے ہوئے بولی۔

اچانک سوروں کا جتھا دلدل سے نکل کر گھر گھراتے ہوئے ان لوگوں کی طرف دوڑا۔

''جلدی آؤ پھلک۔ لگتا ہے گویا گھڑیال ادھر ہی آرہا ہے۔'' موہت نے پکار کر کہا۔ پھلک جلدی ہی وہاں سے اٹھ کر ان دونوں کے پاس آگیا۔ تبھی اچانک ایک سور اس کے پیر سے ٹکرایا۔ پھلک چونکا۔ وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور گر پڑا۔ اس نے ایک جنگلی پودے کو پکڑ لیا جو وہیں پر اُگا ہوا تھا۔ لیکن ان لوگوں کی خوف کی انتہا نہ رہی جب پودا جڑ سمیت اکھڑ کر ان کے ہاتھ میں آگیا۔ پھلک پھر اس جانب گرا جس طرف سے مگر مچھ آرہا تھا۔

موہت نے یکا یک ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور دلدل میں پھینکا۔ پتھر گرتے ہی زور سے چھپا کے کی آواز ہوئی۔ مگر مچھ اس آواز پر حیرت سے دیکھتے ہوئے ادھر ہی بڑھنے لگا۔ اس دوران موہت کو کافی وقت مل گیا کہ وہ بھاگ کر وہاں سے اوپر آسکے۔ لیکن وہ اس جگہ پر آکر پھر اس مٹی کے ڈھیر کو دیکھنے لگا جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ پودے کے جڑ سے اکھڑنے سے زمین میں ایک سوراخ بن گیا تھا۔ پھلک اس کے اندر جھانکا۔

''پھلک، آجاؤ۔ وہاں اجگر ہوسکتا ہے۔'' موہت نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

پھلک کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اُسے سوراخ کے اندر کچھ دکھائی دیا۔ اس نے پھر ایک ٹارچ نکالی اور سوراخ کے اندر دیکھنے لگا۔ ''موہت! شکھا!'' اس نے جوشیلے انداز میں پکارا، دیکھو، وہاں سیڑھی اندر جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔''

دونوں بھائی بہن دوڑتے ہوئے اس کے پاس آگئے۔ ''اندر جانے کا راستہ تو بہت چھوٹا ہے۔'' موہت نے سوراخ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ''لیکن ایسا لگتا ہے کہ اس کے اندر کافی چوڑائی ہے۔''

''میں سوچتی ہوں کہ یہاں کی ساری مٹی ہٹادی جائے تو شاید ہم اندر جانے کا ایک بڑا راستے بنا سکتے ہیں۔'' شکھا نے ایک نوکیلے پتھر سے وہاں کی مٹی کو ہٹاتے ہوئے کہا۔ پھلک بھی ویسا ہی کرنے لگا۔ چوں کہ مٹی گیلی اور نرم تھی اس لیے اس کو ہٹانے میں دشواری نہیں ہوئی۔ بہت جلد ہی وہاں پر ایک بڑا سا سوراخ بن گیا۔

''کیا اب ہم لوگوں کو اندر جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔'' موہت نے ان لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

شکھا نے آس پاس غور سے دیکھا تا کہ وہ اس بات کا اطمینان کر سکے کہ وہ مگر مچھ سے کافی دور ہے۔ اسے بہت سے مگر مچھ نیچے دھوپ سینکتے ہوئے دکھائی دیے۔

''کیا تمھیں یقین ہے کہ وہ ہمارا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک نہیں آئیں گے۔'' وہ فکر مند ہوتے ہوئے بولی۔

''بالکل نہیں۔ ہم لوگوں میں سے کسی ایک کو باہر رہنا چاہیے تا کہ کسی جنگلی جانور کے آنے کے خطرے سے وہ ہمیں آگاہ کر سکے۔'' پھلک نے مشورہ دیا۔ ''ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارا پیچھا کرتے ہوئے اندر تک آجائے۔''

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے منصوبے پر عمل کرتے دارا اور مارا نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔



''ایسا لگتا ہے جیسے ان کے پاس کوئی آ رہا ہے۔'' پھلک ان کے چلانے کا مطلب سمجھتے ہوئے بولا۔ وہ اس جانب دوڑا تا کہ دیکھے کہ کون سی چیز انہیں پریشان کر رہی ہے۔ اس کے حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب اس نے جنگلی بابا کو اپنے مریدوں اور گاؤں کے کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ ادھر آتے ہوئے دیکھا۔

''ارے یہ تو بابا ہے۔ اس نے لگتا ہے دارا اور مارا کو دیکھ لیا ہے اسی لیے وہ ادھر ہی چلا آ رہا ہے۔'' پھلک نے ان دونوں کو پکار کر کہا۔

''ارے نہیں۔ اب ہم لوگ کیا کریں؟ وہ تو ہماری کھوج کو دیکھ لیں گے۔'' موہت نے دکھی ہوتے ہوئے کہا۔

''جلدی سے اسے ڈھک دو۔'' شکھا بولی۔

ان لوگوں نے جلدی جلدی اس سوراخ کو مٹی سے ڈھک دیا پھر پیڑوں کی ہری شاخیں اور جھاڑیاں اکھاڑ کر اس پر پھیلا دیں پھر انہوں نے بڑی سی ٹوکری سے ایک کمبل نکال کر اس پر بچھا دیا۔ شکھا نے جیسے ہی بابا کو پاس آتے ہوئے دیکھا وہ اس پر بیٹھ گئی۔

''تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟'' اس نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔

''ہم لوگ پکنک منا رہے ہیں۔'' شکھا نے جواب دیا۔ بابا کا چھوٹا سا قافلہ ان کے پاس آ کر رک گیا۔ ان کے آدمیوں کے ہاتھ میں پھاوڑے اور کلہاڑیاں تھیں۔

''پکنک؟ اور یہاں پر؟ یہ تو بڑی تنہائی کی جگہ ہے۔ کس نے تم لوگوں کو یہاں آنے کا مشورہ دیا؟ اس مہان شکاری نے؟'' بابا موہن ماما کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

''ہم لوگ آپ کو پریشان نہیں کر رہے ہیں۔'' شکھا نے معصومیت سے کہا ''کیا آپ لوگ یہاں کوئی جھیل کھودنے جا رہے ہیں؟'' اس طرح کا بیوقوفی بھرا سوال مت کرو۔ ہم لوگ پیڑ کاٹنے جا رہے ہیں تا کہ گاؤں سے باہر ایک مضبوط باڑ بنا سکیں۔ چیتوں کے حملے کا خوف ہے۔'' بابا نے جواب دیا۔ اس نے پھر اِدھر اُدھر دیکھا اور تیکھی نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔ ''ایسا لگتا ہے کہ تم لوگ جیسے کوئی جھیل کھود رہے ہو۔ نہیں۔'' اس نے ادھڑی ہوئی مٹی کے ڈھیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ارے وہ۔ وہ تو ہم لوگوں نے اس لیے صاف کیا ہے تا کہ یہاں سے کانٹے دار جھاڑیوں کو ہٹا سکیں۔ تا کہ ہم اطمینان سے وہاں بیٹھ سکیں۔'' موہت نے جلدی سے جواب دیا۔ بابا نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھا اور غصّے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''ہاہا۔ میں سمجھ گیا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ خیر تم لوگ مجھ سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتے۔ بہت جلد مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم لوگ یہاں کیا کر رہے تھے۔ روما سے پوچھ کر دیکھو کہ کیا میں صحیح نہیں کہہ رہا ہوں۔'' اس نے اپنی جیسی ہی پوشاک پہنے ایک دوسرے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ باقی لوگ گاڑی میں لوہار ذات کے تھے۔

''ہاں بابا سب کچھ جانتے ہیں۔'' روما نے بھکتی بھاؤ سے جواب دیا۔ ''تم لوگ سچ سچ بتلا دو کہ معاملہ کیا ہے۔''

دونوں بھائی بہن خاموش رہے۔ بابا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ جب وہ لوگ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو پھلک ان لوگوں کے پاس دوڑا ہوا آیا۔ وہ فکر مند ہو رہا تھا کیوں کہ اس نے بابا کو متنبہ کرتے ہوئے سنا تھا۔ ''وہ ضرور اپنے کسی آدمی کو یہاں دیکھنے کے لیے بھیجے گا۔ اور پھر مجھے یقین ہے کہ انہیں اس سرنگ کا پتہ چل جائے گا۔''

''کچھ بھی ہو۔ مجھے تو یہ سوچ کر تعجب ہو رہا ہے کہ آخر وہ لوگ جا کہاں رہے ہیں۔'' شکھا نے اپنی زبان کھولی۔ ''کدال، کلہاڑیوں اور دوسری چیزوں کے ساتھ وہ لوگ ضرور کہیں سونا کھودنے جا رہے ہیں۔'' پھلک نے کہا۔

ان لوگوں نے دوبارہ سرنگ میں جانے سے پہلے تھوڑی دیر اور انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ ان لوگوں نے تب تک کھانا کھا لیا۔ پھلک نے پھر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''اب ہم لوگوں کو یہاں سے چلنا چاہیے۔'' وہ فوراً ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں بھائی بہنوں نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ آسمان کا رنگ لال ہو رہا تھا۔ ''لگتا ہے کہ طوفان آنے والا ہے۔ ہم لوگوں کو جلدی واپس لوٹنا چاہیے۔''

اس نے برتنوں اور پانی کی بوتلوں کو سمیٹتے ہوئے کہا۔ دونوں بھائی بہن بھی کھڑے ہو گئے اور اس کی مدد کرنے لگے۔

''اب اور کچھ کھوج کرنے کا یہاں وقت نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ بابا پھر یہاں نہ آ جائے۔'' موہت نے کہا۔ ان لوگوں نے بڑی سی ٹوکری کو اٹھایا اور دارا اور مارا کی طرف چل پڑے۔

''میں سوچتا ہوں کہ ہم لوگوں کو پہلے گاؤں جانا چاہیے کیوں کہ طوفان بہت جلد آنے والا ہے۔'' پھلک نے مشورہ دیا۔ وہ لوگ ایک پیڑ کے نیچے کھڑے ہوئے تھے کہ شکھا کانٹے دار جھاڑیوں سے باہر آئی۔ ''مجھے مت مارو موہت۔'' شکھا اچانک چلائی۔

موہت نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ ''لیکن میں نے تو تمہیں نہیں مارا۔'' اس نے جواب دیا۔ اس نے دیکھا کہ شکھا ایک جامن کے پیڑ کے نیچے کھڑی ہے۔ یکا یک کئی جامنیں اس کے سر پر گریں۔ پھر دھڑا دھڑ بہت سے گرنے لگیں۔ شکھا نے اوپر کی طرف دیکھا اور گھگھیانا شروع کر دیا۔

لنگوروں کا ایک جھنڈ پیڑ پر بیٹھا جامن توڑ رہا تھا۔ وہ سب جامن توڑ توڑ کر اسے مار رہے تھے۔ لیکن موہت اور پھلک نے موقعہ غنیمت سمجھا اور جامن اٹھا اٹھا کر کھانے لگے۔ جامن واقعی بہت مزیدار تھے۔

''جلدی کرو آسمان بالکل کالا ہوتا جا رہا ہے۔ پھلک نے ان لوگوں سے منّت سماجت کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ان لوگوں کو تو جامن کی پڑی تھی۔ خچر بھی آرام فرمانے کے موڈ میں تھے۔

''ہاہاہا! موہت کو تو کوئی جلدی نہیں ہے۔ آخر ان کے دوست جو موجود ہیں۔'' شکھا نے ہنستے ہوئے مذاقاً کہا۔ موہت اسے مارنے کے لیے دوڑا لیکن وہ چلاتے ہوئے بھاگی۔ ان لوگوں کی چیخ پر بے چارے خچر بھی چوکنا ہو گئے اور بھاگنے لگے۔ پھلک نے لیکن جلدی ہی دارا کا پیچھا کر کے اسے پکڑ لیا لیکن مارا آگے نکل گئی۔ ''اسے پکڑو۔'' پھلک چلاّیا۔ جڑواں بھائی بہن اس کے پیچھے پیچھے بھاگنے لگے۔

مارا کو پکڑنا اتنا آسان نہ تھا۔ وہ کانٹے دار جھاڑیوں سے اچھلتی کودتی بھاگی جا رہی تھی لیکن ان دونوں کو وہاں دوڑنے میں پریشانی ہو رہی تھی۔ آخر کار مارا ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

''وہ کہاں گئی؟ پھلک ہانپتے ہوئے ان کے پاس آ گیا۔ لیکن اس کا کچھ پتہ نہ تھا۔ یکا یک انہیں اس کی بے بسی سے پکارنے کی آواز سنائی دی۔ ''ایسا لگتا ہے جیسے وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ پھلک نے دارا کی لگام شکھا کے ہاتھ میں تھما دی اور اس سمت میں دوڑ پڑا۔

اس کے سامنے جو نظارہ تھا اسے دیکھ کر وہ زور سے ہنسنے لگا۔ ایک گڈھے میں وہ پھنس کر رہ گئی تھی۔ بہت ممکن تھا کہ وہ سر کے بل گر جاتی لیکن پھلک نے جلدی ہی اس کی گردن میں بندھی رسّی کو پکڑ کر اسے اوپر کھینچ لیا۔

حیرت انگیز کام کرنے والا

''کتنا گہرا گڈھا ہے!'' دونوں جڑواں بھائی بہن نے ایک ساتھ جھانک کر دیکھا۔ لیکن مارا بہ حفاظت پیچھے ہٹ گئی تھی۔

''ایسا لگتا ہے جیسے اسے ابھی کھودا گیا ہے۔'' پھلک نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا

تمہیں یاد ہے کہ جنگلی بابا اور ان کے آدمیوں کے ہاتھوں میں پھاوڑے اور کلہاڑیاں تھیں۔''

موہت نے یاد کرتے ہوئے کہا۔ ''شاید ان ہی لوگوں نے اُسے کھودا ہو۔ ہم لوگوں کو چل کر چاچا جی کو اس کے بارے میں بتانا چاہیے۔''

''مجھے تعجب ہو رہا ہے کہ ان لوگوں نے اسے کھودا ہی کیوں ہے۔'' شکھا نے کہا، لیکن ان میں سے کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔

وہاں تبھی پیڑوں کی پتیوں کی ہلکی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ پھلک سمجھ گیا کہ یہ طوفان کی آمد کی علامت ہے۔ ''جلدی کرو طوفان آ گیا۔ ہم لوگ بھاگ کر گاؤں میں پہنچ جائیں۔'' اس نے مارا کو پکڑتے ہوئے چلاّ کر کہا۔

بچے بہت جلد لوہاریا گاؤں میں پہنچ گئے۔ آندھی شروع ہو گئی تھی وہ لوگ جنگلی بابا کے جھونپڑی کے پاس سے گزرے ان کی جھونپڑی کے پیچھے سے ہتھوڑا پیٹنے کی آواز آ رہی تھی۔

''وہ کیا کر رہا ہے؟'' موہت نے کچھ دوڑ کر وہاں پاس میں اُگی گھاس میں سے اس جانب دیکھا۔ وہاں گاڑی لوہار ذات کے بہت سے مرد اور عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ لوگ ایک بڑی سی المونیم کی چادر کو پیٹ رہے تھے۔ ایک ہتھ گاڑی وہیں کونے میں کھڑی تھی اور ایک آدمی اس کو ناپ رہا تھا اور پھر اس ناپ کو کسی دوسرے شخص کو بتا رہا تھا۔ اس نے وہاں بیٹھے لوگوں کو یہ بھی بتایا کہ اس نے کیا دیکھا۔ اب وہاں ٹھہرنے کا بالکل وقت نہیں تھا کیوں کہ آندھی تیز ہو چکی تھی۔ سب حفاظت کی خاطر اندر کی طرف بھاگے۔

''جلدی کرو۔ مندر میں چل کر چھپ جاتے ہیں۔'' پھلک نے چلا کر کہا اور وہ لوگ پنڈت جی کے گھر کی طرف بھاگے۔ گھر کے لوگوں کو انہیں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔

''بچو! اندر جاؤ۔ بہت خطرناک طوفان ہے۔'' پنڈت جی نے جلدی سے دروازہ کھول کر انہیں اندر آنے کے لیے کہا۔ بچوں نے اطمینان کی سانس لی۔

''تم لوگ جنگل میں کیا کر رہے تھے!'' بملا نے ان لوگوں سے پوچھا۔ ان لوگوں نے اسے سب کچھ بتا دیا سوائے اس کے کہ وہ سرنگ کی بات چھپا گئے۔

شکھا پنڈت جی سے مخاطب ہوئی۔ ''کیا یہاں پہاڑی میں زمین کے اندر سرنگ بھی ہے؟'' انھوں نے جواب دیا ''ہاں رنتھم بھور کے راجا نے قلعہ اور اس کے آس پاس خطروں سے بچنے کے لیے بہت سی سرنگیں کھدوائی تھیں۔'' بچوں نے اپنے جوش کو سن کر چھپانے کی کوشش کی۔

''کبھی ان سرنگوں کا کیا ٹھیک ٹھیک پتہ لگایا گیا؟'' موہت نے معصومیت سے پوچھا۔

’’پنڈت جی نے ان کی طرف حیرت سے دیکھا۔‘‘ ہاں۔ کھوئی ہوئی مورتی کو واپس پانے کی غرض سے لوگوں نے کئی بار ایسی کوشش کی۔ اور جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ قبیلے کے سردار نے مورتی کو اسی علاقے میں کہیں چھپایا تھا۔ لیکن ان باتوں میں تم لوگ اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟‘‘ موہت نے شکھا اور پھلک کی طرف متنبہ کرنے والی نگاہوں سے دیکھا۔

’’پنڈت جی کیا بابا کے گھر میں کوئی کام چل رہا ہے؟‘‘ اس نے فوراً موضوع بدل دیا۔

پجاری نے سر ہلایا۔ ’’ہاں میں نے سنا ہے کہ اس نے قبائلیوں میں سے کچھ مزدوروں کو جمع کیا ہے لیکن وہ ان سے کیا کام لینا چاہتا ہے یہ مجھے معلوم نہیں۔‘‘

’’وہاں پر ایک ہتھ گاڑی اور المونیم کی لمبی پتلی پٹیاں قریب ہی رکھی ہوئی تھیں۔‘‘ موہت نے کہا ’’شاید وہ کوئی چلتا پھرتا کمرہ بنا رہا ہو۔‘‘ اس کی بات پر سب ہنس پڑے۔

طوفان ختم ہو گیا تھا۔ بچوں نے بھی وہاں سے رخصت ہونے کی پجاری کے خاندان سے اجازت چاہی۔

جیسے ہی وہ جنگلی بابا کی جھونپڑی سے گذرے۔ ان لوگوں نے پھر اس کے اندر جھانک کر دیکھا۔ انہیں چارپائی پر صرف دو آدمی نظر آئے۔ وہ جنگلی بابا اور اس کا شاگرد ردما تھے۔ وہ لوگ کسی خاص موضوع پر بڑے رازدارانہ ڈھنگ سے باتیں کر رہے تھے۔ ’’جاؤ اس جگہ کو تلاش کر کے دیکھو جہاں بچے پکنک منا رہے تھے۔ مجھے لگ رہا ہے کہ ضرور ان لوگوں نے کچھ کھدائی وہاں کی۔ آخر وہ لوگ وہاں کیا حاصل کرنا چاہ رہے تھے۔‘‘

بچے پھر وہاں سے ایک پل رُکے بنا ہی آگے بڑھ گئے۔ ’’اُن لوگوں کو سیڑھیوں کے ساتھ سُرنگ کے بارے میں پتہ چل جانے کا پکّا یقین ہے۔‘‘ شکھا نے کہا۔ وہ سب لوگ فکر مند نظر آ رہے تھے۔



سرنگ کے اندر حیرت انگیز کارنامہ

’’کل ہم لوگ جنگلی بابا کے جانے سے پہلے ہی جا کر پتہ لگائیں گے۔‘‘ پھلک نے جوشیلے انداز میں کہا۔ وہ لوگ بنگلہ میں لوٹ آئے تھے، اندھیرا پھیل رہا تھا اور جنگل چڑیوں کی چہچہاہٹ کے شور سے بھرا ہوا تھا۔

راستے میں وہ لوگ اگلے دن کے منصوبے کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔

’’ہم لوگوں کو کل صبح جلدی ہی اُٹھنا پڑے گا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ گودام سے پیٹرومیکس نکال لوں اور اسے اپنے ساتھ لیتا چلوں۔‘‘ موہت نے کہا۔ اس نے اسٹور میں ایک پیٹرومیکس دیکھا تھا۔

’’مجھے امید ہے کہ وہاں سرنگ کے اندر چمگادڑ اور سانپ نہیں ہوں گے۔‘‘ شکھا اس سوچ سے ہی کانپ گئی۔ ’’حالاں کہ اگر وہاں بھالو اور چیتا ہوں تو مجھے اتنا ڈر نہیں لگے گا۔‘‘

ان لوگوں کو اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے دو دنوں تک انتظار کرنا پڑا کیوں کہ لگاتار بارش ہوتی رہی۔ لیکن تیسرے دن آسمان صاف تھا۔ اب وہ لوگ گاؤں جانے کی تیاری کرنے والے تھے۔ ان لوگوں نے باورچی سے ناشتے کا انتظام کرنے کے لیے کہا۔

موہن ماما کو ان لوگوں کے فیصلے پر حیرت ہوئی۔ ’’زمین ابھی گیلی ہوگی اور اس لیے چلنے میں دشواری ہوگی۔ اس سے بہتر ہے کہ تم لوگ رنتھم بھور کا قلعہ جا کر دیکھ لو۔‘‘

’’ماما جی، کیا آپ نے ہم لوگوں کے لیے سرکس کا ٹکٹ خرید لیا ہے؟‘‘ شکھا نے ان کا دھیان بٹانے کے لیے پوچھا تا کہ انہیں اپنے منصوبے میں خلل نہ پیدا کرنے دے۔

’’پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ صبح جلدی اٹھ کر اسٹاف کوارٹرس پہنچ جاؤ جو سینکچوری کے پھاٹک پر ہے۔ وہاں سے پھر تم لوگ سرکس دیکھنے جا سکتے ہو۔‘‘ ماما جی نے مشورہ دیا۔

’’یا!‘‘ جڑواں بھائی بہن خوشی سے اچھل پڑے۔ موہن ماما اپنے کام کے واسطے چلے گئے اور بچے جانے کی تیاری کرنے لگے۔

باورچی نے تب تک پاپڑ، مونگ پھلی اور سموسے تل دیے۔ بچے دوپہر کے کھانے تک آنے کا وعدہ کر کے اپنے کرچ کے تھیلے کے ساتھ وہاں سے چل دیے۔ خچروں نے بچوں کی آواز

پہچاننا شروع کر دیا تھا۔ جب انھوں نے آواز سنی تو اچھل کود کرنے لگے۔ انہیں پتہ نہیں تھا کہ بچے انہیں اکیلے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ شکھا ان کے پاس دوڑ کر آئی "دیکھو دارا اور مارا بھی ہمارے جانے کے نام سے جوشیلی ہو رہی ہیں۔" اس نے ان کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "معاف کرنا، آج ہم لوگ تمہیں لے کر باہر نہیں جا رہے ہیں۔"

بارش کی وجہ سے گرمی کم ہو گئی تھی۔ پہاڑیوں پر چاروں طرف ہریالی چھائی ہوئی تھی۔ "ایسا لگتا ہے جیسے سب کچھ نہانے کے بعد صاف ستھرا ہو گیا ہو۔" شکھا نے کہا۔ ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی اور زمین گیلی ہونے کے باوجود اس پر چلنے میں انہیں مزہ آ رہا تھا۔ جلد ہی لوگ پہاڑی کے اوپر آ گئے۔ اس کے نیچے وہ سوراخ تھا جس کا ان لوگوں نے پتہ لگایا تھا۔

"دیکھو! کیا یہ وہی جگہ نہیں ہے جہاں ہم لوگوں نے رانگا کو چھوڑا تھا۔" شکھا نے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھلک نے اقرار میں سر ہلایا۔ "مجھے تعجب ہے کہ وہ ننھا دوست یہاں کیا کر رہا ہے۔"

"کاش ہم لوگ اس سے پھر ایک بار مل سکتے۔" موہت نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ بچے دوسری سمت میں آگے بڑھے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے گئے کیوں کہ پہاڑی ڈھلان پر بارش کی وجہ سے بہت پھسلن تھی۔ بارش اتنی ہوئی تھی کہ باؤلی کے پانی کی سطح بھی اوپر آ گئی تھی۔

یکا یک روش پر شکھا رکی اور اس نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں پر بہت سے قدموں کے نشان تھے۔ اور وہ نشان نیچے کی طرف لگاتار بڑھ رہے تھے۔ بچے ان نشانوں کے ساتھ آگے بڑھے اور اس سوراخ تک پہنچ گئے۔ بچوں کو یاد آیا کہ انھوں نے تو اسے ڈھک دیا تھا اور یہاں اب ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔ "لگتا ہے ہمارے آنے سے پہلے یہاں کوئی آیا تھا۔" شکھا نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں پتہ ہے کہ وہ کون ہو سکتا ہے۔" موہت نے جواب دیا۔

پھلک خیالات میں ڈوبا نظر آیا جیسے ہی اس نے اندر کی طرف جھانکا "میں توقع کرتا ہوں کہ وہ لوگ یہاں نہیں ہیں۔"

"جلدی سے اسے پھر ڈھک دو۔" شکھا ڈر کے مارے گھگھیائی۔

"اگر وہ لوگ ہوں گے تو اسی میں دفن ہو جائیں گے۔ اور ان کا یہی انجام ہونا چاہیے۔"

"خیال برا نہیں ہے۔" موہت نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن مجھے نہیں لگتا کہ وہ لوگ اس کے اندر ہوں گے۔" باقی دونوں نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"سوراخ کی سائز کو تو دیکھو۔ اس میں سے تو ہو کر ہمارا گذرنا مشکل ہے۔ پھر بابا اور اس کے آدمی اس کے اندر کیسے جا سکتے ہیں۔؟" موہت نے جوشیلے انداز میں واضح کرتے ہوئے کہا باقی دونوں بچوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

"لیکن ہم لوگوں میں سے کسی ایک کو باہر کھڑے رہ کر چوکسی کرنی چاہیے تا کہ وہ لوگ جب آئیں تو وہ ہمیں آگاہ کر سکے۔" موہت نے مشورہ دیا۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی باہر کھڑا رہنے کو تیار نہ تھا۔

"ایسا کرو کہ سوراخ کو اور بڑا کیے بغیر ہم لوگ اندر گھس جائیں۔ تب تو بابا کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ ہم لوگ اس کے اندر ہیں۔" پھلک نے کہا۔ باقی دونوں بچوں نے بھی رضامندی ظاہر کی۔ ان لوگوں نے پیٹرومیکس کو روشن کیا اور اندر جھانک کر دیکھا۔

"یہ تو کوئی پرانا اینٹ کا بنا ہوا کنواں معلوم ہوتا ہے۔" شکھا حیرت سے بولی۔ "یہ سیڑھیاں لگاتار نیچے کی طرف جا رہی ہیں۔"

"ایسا لگتا ہے کہ اسے بہت محفوظ طریقے سے بنایا گیا ہے۔" موہت نے گول گول اینٹوں کو دیکھ کر کہا۔

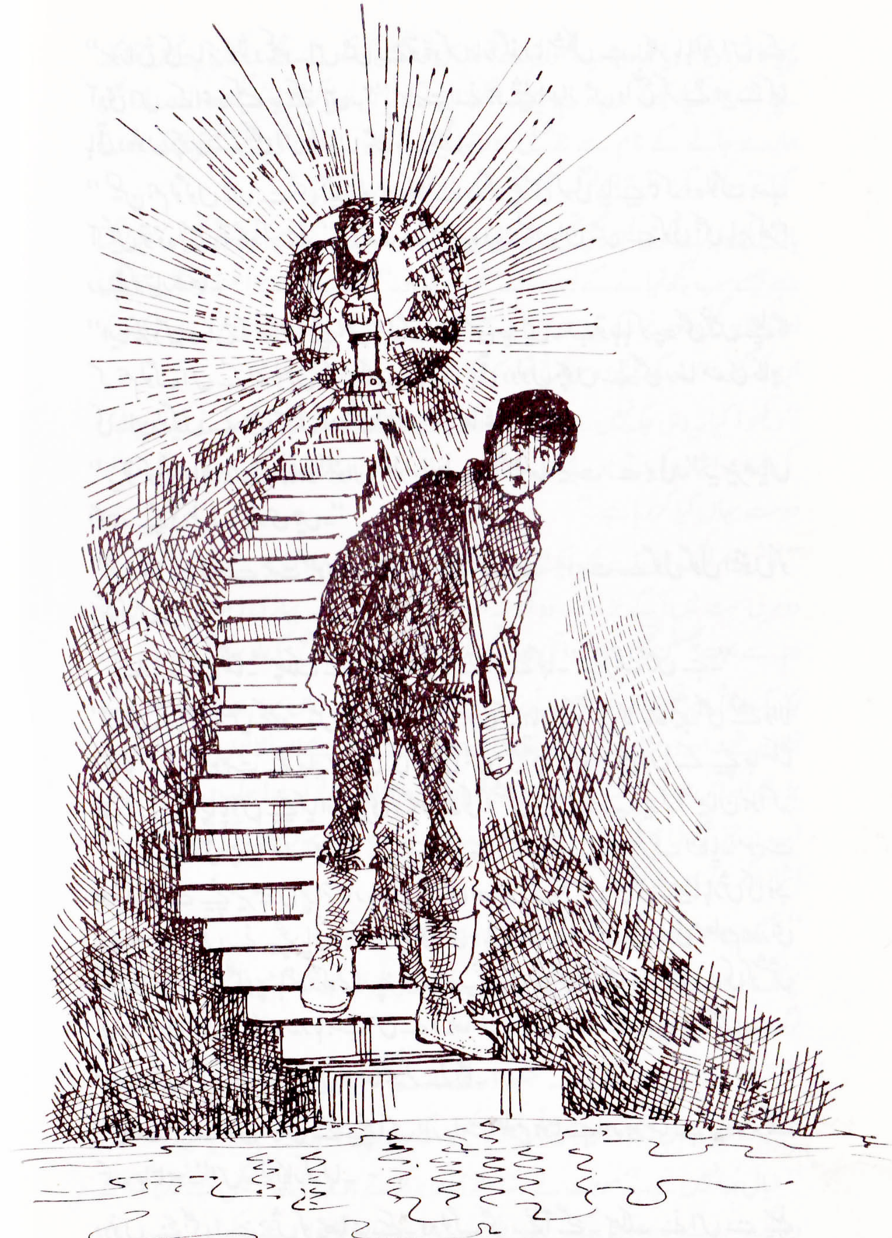
"مجھے تو ایسا نہیں لگتا۔" پھلک نے مایوسی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "یہ سرنگ نہیں ہے۔"

"پھلک، پیٹرومیکس پکڑو۔ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں کہ ہماری کوشش کا کچھ نتیجہ بھی نکلنے والا ہے یا نہیں۔" موہت نے کہا۔ سوراخ کی گولائی بس اتنی تھی کہ وہ اکیلے اس کے نیچے جا سکتا تھا۔ اس نے اپنا پاؤں نیچے کیا اور سیڑھی کو چھونے کی کوشش کی۔ اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ کنواں نیچے کافی چوڑا تھا۔ پھلک نے لیٹ کر پیٹرومیکس کو نیچے کی طرف لٹکایا۔ موہت ہوشیاری سے نیچے سیڑھیوں پر اترتا رہا۔ وہ گیلی تھی اور اس میں پھسلن بھی تھی۔ ایسا بارش کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس نے نیچے پانی دیکھا۔ سیڑھی بھی وہاں تک جا کر ختم ہوتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔ اس نے سیڑھی پر ہاتھ رکھ کر اپنے پیر سے نیچے پانی کی گہرائی کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جب اس نے دیکھا کہ پانی اس کے گھٹنے سے زیادہ نہیں ہے۔

موہت اب سطح پر کھڑا ہو کر کنویں کا معائنہ کرنے لگا۔

"پھلک! شکھا! اس کنویں کے نیچے ایک اور راستہ معلوم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ سرنگ تک جاتا ہو۔" اس نے پکار کر کہا۔

دونوں بچے بھی اپنے جوش کو چھپا نہ سکے۔ وہ لوگ بھی نیچے آ گئے۔ پھلک نے اس سے پہلے



ناشتے کی ٹوکری موہت کے پاس پھینک دی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ بابا انہیں کسی طرح دیکھ لیں۔ ان لوگوں نے پیٹرومیکس کی روشنی میں دیکھا کہ کنویں سے سرنگ کی طرف ایک راستہ جاتا ہے۔

"کاش ہم لوگ یہاں پہلے آئے ہوتے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پانی رات کی بارش کا نتیجہ ہے۔" تبھی موہت کے چہرے کا تاثر بدلا اور اس نے پھر اپنا پیر پانی میں رکھا تو پانی گھٹنے تک آیا۔ "اس کا مطلب ہے کہ راستہ نیچے کی طرف جاتا ہے۔ جلدی آؤ اب وقت برباد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

وہ لوگ ایک ایک کر کے آگے بڑھے۔ موہت پیٹرومیکس لیے آگے آگے چل رہا تھا۔ اس کے پیچھے شکھا تھی اور اس کے پیچھے پھلک۔ چوں کہ بچوں نے پیروں میں بوٹ پہن رکھے تھے، اس لیے پانی سے نقصان پہنچنے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ "مجھے امید ہے کہ پانی اب اور زیادہ نہیں ہوگا۔" موہت نے کہا۔ راستہ لمبا تھا۔ موہت کے کچھ گز دور جانے کے بعد ہی یکا یک پانی میں کسی وجہ سے چھپاکے کی آواز ہوئی تھی۔

شکھا کا خوف کے مارے حلق سوکھنے لگا۔ اس نے سوچا کہ شاید یہاں کوئی مگر مچھ نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ بھولے بھٹکے اس نے یہاں آ کر پناہ لے لی ہو۔ آواز اب بہت قریب سے آ رہی تھی اسے اپنی ماں کی سکھائی ہوئی وہ دعا یاد آئی جو ایسے خطرے سے بچنے کے لیے انھوں نے بتائی تھی۔ وہ اسے پڑھنے لگی۔ آواز اور قریب سے قریب تر ہوتی گئی۔

پانی میں چھپاکے کی آواز پھر ہوئی اور اس کی چھینٹیں پیٹرومیکس پر پڑیں۔ یہ ایک چھوٹا سا جنگلی سور تھا۔ بچوں نے اطمینان کی سانس لی اور اپنی بیوقوفی پر وہ ہنسے۔

"لگتا ہے بے چارہ دھوکے سے گر کر یہاں آ گیا ہے اور اپنے گھر والوں سے بچھڑ گیا ہے۔" شکھا نے اس کے بولنے پر ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز سرنگ کے سرے تک جاتے جاتے مدھم پڑ جاتی تھی۔

"کیا یہ کبھی ختم نہ ہونے والی سرنگ ہے؟" شکھا نے سرد آہ لیتے ہوئے کہا۔

"پانی تو میرے گھٹنے سے اوپر تک آ رہا ہے۔"

"نہیں نہیں۔ دیکھو مجھے آخری سرا دکھائی دے رہا ہے۔" موہت نے ڈھارس بندھائی۔

واقعی یہ سچ تھا۔ سرنگ ایک گول کمرے میں جا کر ختم ہوتی تھی۔

"میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ اتنا سارا پانی کہاں سے آ گیا۔" شکھا نے دیواروں کی طرف

دیکھا۔ موہت کو ایک خیال آیا۔ اُس نے اپنا کمپاس نکالا اور اس سے وہ سمت کا تعین کرنے لگا۔

''رُکو۔ پہلے مجھے یہ پتہ لگا لینے دو کہ یہ سرنگ کس سمت کو جاتی ہے۔ دیکھو۔ سرنگ چوں کہ میرے سامنے ہے اس لیے باؤلی میری بائیں طرف ہوگی۔ پھر ہم اگر نیچے جاتے ہیں تو راستہ بائیں طرف ہوگا۔'' اس کی آواز جوش سے بھر گئی۔ ''دیکھو، کمپاس بھی وہی سمت بتا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باؤلی بالکل کنویں کے سامنے ہے۔ اور یہ پانی بارش کا نہیں بلکہ باؤلی سے آیا ہے۔

اس انکشاف نے ان لوگوں کو جوش سے بھر دیا۔ ''کیا تمہیں لگتا ہے کہ اس میں کوئی بہت بڑا راز چھپا ہے۔'' پھلک نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ کھوئی ہوئی مورتی کا یہاں کوئی سراغ ملے۔'' شکھا نے اپنی بات پوری کی۔

''ہم لوگوں کو جلدی سے اس جگہ کی تلاشی لینی چاہیے۔'' موہت نے مشورہ دیا۔ ''چیمبر کے چاروں طرف دیواریں ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ ان دیواروں میں کوئی چیز چھپی ہوئی تو نہیں ہے۔ پھلک تم داہنی دیوار کو دیکھو۔ میں بائیں دیوار کو دیکھتا ہوں۔ شکھا تم پیچھے والی دیوار کو دیکھو۔''

پھلک اور شکھا ٹارچ جلا کر دیوار کو دیکھنے لگے۔ لیکن دیواروں پر کائی کی موٹی پرت جمی ہوئی تھی۔ اس لیے کوئی بھی چیز واضح نہیں نظر آرہی تھی۔ شکھا نے ٹارچ چھت کی جانب گھمائی اور وہ خوف سے چلا پڑی۔ ''سانپ!'' اس حادثے کے لیے وہ لوگ بالکل تیار نہ تھے۔ موہت اور پھلک اسے بچانے کے لیے دوڑے۔ موہت نے اپنا پیٹرومیکس اوپر اٹھا لیا اور پھلک نے بھی ٹارچ کی روشنی کو اوپر کی طرف کر دیا۔ وہاں کئی سانپ ایک دوسرے سے الجھے ہوئے لٹک رہے تھے۔

''ارے باپ رے! یہاں تو بہت سارے ہیں۔'' موہت بھی ڈر گیا۔ آؤ جلدی سے یہاں سے بھاگ چلیں۔''

پھلک نے چھت کی جانب غور سے دیکھا۔ پھر اس نے چھونے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔

''ایسا مت کرو۔ وہ تمہیں کاٹ لیں گے۔'' شکھا خوف سے کانپتے ہوئے بولی لیکن وہ دونوں لڑکے خوف زدہ ہونے کے بجائے زور زور سے ہنسنے لگے۔ ''بے وقوف کہیں کے۔ وہ سانپ نہیں بلکہ جڑیں ہیں۔'' اس نے اس جڑوں میں سے ایک کو چھوتے ہوئے کہا۔

شکھا نے اطمینان کی سانس لی۔ بچے اپنی تلاشی مہم میں جٹ گئے اور وہ چھت کا معائنہ کرنے

لگے۔ یکا یک پھلک کے ہاتھ سے پیٹرومیکس کو ایک دھکا لگا اور وہ موہت کے ہاتھ سے پھسل کر پانی میں آگر گیا۔ اب وہاں گھپ اندھیرا تھا۔

''ارے یہ کیا ہوا۔ مجھے معاف کرنا دوست۔'' پھلک نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔ اب انہیں صرف ٹارچ کی روشنی کا سہارا تھا۔ اچانک پھلک نے ان لوگوں کو خاموش رہنے کے لیے کہا۔ اس نے باہر سے آتی ہوئی ایک آواز سنی یہ جنگلی بابا کی آواز تھی۔ ان لوگوں نے دَم سادھ لیا۔

وہ مورت!

''ہم لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ بچوں نے سرنگ کا راستہ بتلا دیا۔ حالاں کہ ان لوگوں نے ہم سے چھپانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔'' یہ جنگلی بابا کی آواز تھی جسے بچوں نے آسانی سے پہچان لیا۔

''ہاں ہم لوگوں کو بھی ایک ایسی ہی سرنگ کی تلاش تھی۔ مجھے امید ہے کہ اس قدیم مورتی کو حاصل کرنے میں ہم کامیاب ہوسکتے ہیں۔'' بابا کے شاگرد روما نے کہا۔

بچے دیوار سے سٹ کر کھڑے ہوگئے۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں جو ٹارچ تھی، اس کی روشنی یہاں تک بھی پہنچ رہی تھی۔

''وہ لوگ ضرور ہمارا پتہ لگالیں گے۔'' شکھا نے موہت کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ موہت کو ایک خیال آیا۔ اسے اسکول کے سالانہ دن کے موقع پر کھیلا گیا وہ کھیل یاد آیا جو اس نے اس موقع پر اپنے کلاس کی طرف سے کھیلا تھا۔ اس میں اس نے ایک گیدڑ کا رول ادا کیا تھا۔ اس نے اس کردار کو اتنا بخوبی نبھایا تھا کہ لوگوں کو یہ گمان ہوگیا تھا کہ یہ سچ مچ کا ایک گیدڑ ہی ہے۔ اس کی ''ہواں ہواں'' کی آواز بالکل اصلی گیدڑ جیسی تھی۔ موہت نے سوچا کہ کیوں نہ اسی کلا کاری کا یہاں مظاہرہ کیا جائے۔ جلدی ہی وہ سرنگ گیدڑ کی آواز سے گونج اٹھی۔ اور یہ آواز تیز سے تیز تر ہوگئی۔

''روما۔ بھاگو۔ یہاں گیدڑ ہے۔'' بابا نے خوف سے چلاتے ہوئے کہا۔

بچے اپنی سانس روکے آنے والے لمحے کا انتظار کرتے رہے۔

'' کیا تم بندوق ساتھ لائے ہو؟''

''نہیں۔''

بچوں نے روما کے جواب پر اطمینان کی سانس لی۔

'' مجھے تعجب ہو رہا ہے کہ گیدڑ یہاں کیسے آ گیا۔'' بابا نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ موہت نے تبھی اپنی فن کاری کا پھر مظاہرہ کیا۔

'' چلو بھاگو۔ گاؤں سے چل کر بندوق لاتے ہیں۔'' بابا نے چلا کر کہا۔

بچوں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں جو ٹارچ تھی، اس کی روشنی مدھم سے مدھم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بابا اور اس کا شاگرد جا چکے تھے۔

بچوں نے پھر بھی کچھ دیر انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ جب ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ اب وہ لوگ جا چکے ہیں تو وہ سب زور سے ہنس پڑے۔

''موہت! تم نے کیا کمال کی کلاکاری دکھائی ہے۔'' پھلک نے کہا۔ کچھ لمحے کے لیے تو میں بھی ڈر گیا تھا۔''

موہت خوش تھا۔ اسے خطرے کا احساس ہوا۔'' وہ لوگ بندوق لانے گئے ہیں۔ اتنی دیر میں ہم لوگ یہاں سے نکل بھاگیں۔'' اس نے کہا۔ پھر وہ اس سمت مڑا جدھر سے آیا تھا۔

شکھا نے مایوسی سے سرد آہ لی۔ اسے پوری امید تھی کہ وہ آج اس قدیم مورتی کو حاصل کر کے رہے گی۔ واپس ہونے سے پہلے اس نے اس جگہ کو پھر ایک بار ٹارچ کی روشنی میں غور سے دیکھا۔ پھر وہ اپنی جگہ پر جم سی گئی۔ اسے جڑ کے اوپر سے ایک چھوٹا انسانی چہرہ جھانکتا ہوا نظر آیا۔ خوف کے مارے اس کے ہاتھ سے ٹارچ بھی چھوٹ گئی۔

''مو ....موہت۔'' وہ ہکلائی۔ ''یہ ایک آدمی کا چہرہ..........!'' موہت جو اس کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا، بولا ''شکھا، بیوقوف مت بنو۔ تم ضرور کسی خیال میں ہو۔ یہاں ان فالتو چیزوں میں وقت برباد کرنا ٹھیک نہیں۔''

'' ہوسکتا کہ کوئی چمگادڑ ہو۔'' پھلک نے کہا۔ اس نے اس طرف ٹارچ کی روشنی سے دیکھا جدھر شکھا نے اشارہ کیا تھا۔ وہ بھی ایک لمحہ کے لیے یقین نہیں کر سکا۔ یہ واقعی کوئی انسانی چہرہ تھا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور اس کے چہرے پر ایک خوشگوار مسکان تھی۔

''وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔'' اس نے موہت سے کہا جو چیمبر سے اب باہر آ گیا تھا۔ پھلک کو

اندازہ لگانے میں کچھ وقت لگا کہ واقعی وہ چیز کیا ہے۔ اس نے اس کا چہرہ چھونے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ یہ ٹھنڈا اور سنگ مرمر کی طرح چکنا تھا۔ اس کی آنکھیں جوش سے چمک اُٹھیں۔

''یہ.........یہ تو ایک مورتی ہے۔'' اس نے اپنا ہاتھ دوبارہ اس پر پھیرا۔'' صرف اس کا چہرہ واضح ہے۔ مجھے حسرت ہے کہ اپنی جگہ صحیح سلامت ہے۔''

جڑواں بھائی بہن کو بہ مشکل اپنے کانوں پر یقین آیا۔'' کتنا عجیب ہے!'' حیرت سے ان کی سانس پھول گئی۔

پھلک نے مورتی کو ہاتھ سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن وہ دیوار کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ جوڑ دی گئی تھی۔'' لگتا ہے کہ اسے چھت میں کسی سوراخ کے اندر پھنسایا گیا ہے۔ ارے! یہ جڑیں تو مصیبت ہیں۔'' اس نے ان جڑوں میں سے کچھ کو اپنے سامنے سے ہٹایا۔ موہت جو اس انکشاف پر حیرت زدہ تھا، اس نے ایک چھوٹی سی کلہاڑی پھلک کی طرف بڑھائی۔'' اس چھوٹی سی کلہاڑی سے ان جڑوں کو کاٹ دو۔'' اس نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ شکھا کو یاد آیا۔'' کیا تمہیں لگتا ہے یہ وہی چیز ہے جس کے بارے میں قبیلے کے سردار نے بتایا تھا۔ یعنی میں نے اسے تمہارے قدموں کے پاس لا دیا ہے۔ یعنی مندر کے نیچے لا دیا ہے۔''

موہت نے اس کی طرف دیکھا۔'' ہاں مجھے بھی لگتا ہے کہ یہ جگہ اس قدیم مندر کے نیچے ہے۔ اور یہ جڑیں اس بڑے سے پیپل کے پیڑ کی ہیں۔''

پھلک نے وہاں کی جڑوں کو کاٹ کر ہٹا دیا۔ اس سے مورتی اپنے آپ نکل آئی اور اس کے ہاتھوں میں آ کر گری۔ وہ اس کی خوبصورتی پر مبہوت رہ گئے۔ وہ شری کرشن بھگوان کی قدیم قیمتی مورتی تھی۔ مورتی ایک فٹ بڑی تھی اور خالص سنگ مرمر کی بنی تھی۔ اس میں ہیرے جواہرات جڑے تھے۔ روبی پتھر سے اس کی آنکھیں بنائی گئی تھیں۔ زیورات خالص سونے اور چاندی کے تھے۔ اور مورتی کی پوشاک سونے کے تار کی بنی ہوئی تھی۔ بانسری بھی سونے کی تھی۔ اس کا وزن واقعی کافی بھاری تھا۔

پھلک نے اپنا ہاتھ پھر چھت کی طرف بڑھایا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ وہاں کوئی اور چیز تو چھپا کر نہیں رکھی ہوئی ہے۔ لیکن وہاں کوئی چیز نہیں تھی۔

''اس مورتی کو ناشتے کی ٹوکری میں چھپا دیتے ہیں۔'' موہت نے ٹوکری میں اس کے لیے جگہ بناتے ہوئے کہا۔'' ہوسکتا ہے کہ کہیں بابا سے ہمارا سامنا ہو جائے۔''

ان لوگوں نے وہاں سے جلدی نکل جانے کی کوشش کی لیکن بہتے پانی کی وجہ سے چلنا مشکل

ہو رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سرنگ کے اوپر کا سوراخ کھود کر بڑا کر دیا گیا تھا۔ یہ ضرور بابا کی کارستانی ہوگی۔ جب وہ لوگ اوپر پہنچے تو سورج کی تیز روشنی ان کی آنکھوں پر پڑی۔

''ارے! ہم لوگوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اسے اس طرح حاصل کرلیں گے۔'' موہت نے اپنے پیر پھیلائے۔ اس کی نظر سامنے پہاڑی ڈھلان پر گئی۔ دو شکلیں تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھتی ہوئی چلی آرہی تھیں۔ وہ جنگلی بابا اور روما تھے۔

''اب ہم لوگ کیا کریں؟'' شکھا نے گھبراتے ہوئے کہا۔

''ہم لوگ ایسی حرکت کریں گے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔'' پھلک نے کہا۔ وہ لوگ جب قریب پہنچے تو ان لوگوں نے ان بچوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا۔

''میں نے تمہیں کہا کہ میں جانا نہیں چاہتی لیکن تم نے مجھے جانے پر مجبور کیا۔ دیکھو! میرے کپڑے بھی بھیگ گئے۔'' شکھا روہانسی ہوکر بولی۔

پھلک نے اسے چپ کرانے کا ناٹک کیا۔ ''اب جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موہن ماما تمہارا ضرور گاؤں میں انتظار کررہے ہوں گے۔ شکھا آؤ۔ اب ہم لوگ اس کے اندر کبھی نہیں جائیں گے۔''

جنگلی بابا نے ان کی باتوں کو بڑے متجسّس ڈھنگ سے سنا۔ پھر انھیں جھگڑتے ہوئے دیکھ کر ہنس پڑا۔ ''تو تم لوگ کوئیں کے اندر گئے تھے۔؟ تم لوگوں کو وہاں آخر کس چیز کی تلاش تھی۔ ایک خزانہ؟ ہاہاہا۔''

''کیا تم لوگوں نے گیدڑ کی آواز سنی تھی؟'' روما نے اپنی پیٹھ پر لٹکی رائفل کو چھوتے ہوئے کہا۔

ان لوگوں نے 'ہاں' میں سر ہلایا۔ ''یہ بہت خطرناک بات ہے۔ دیکھو میں تو آواز سنتے ہی وہاں سے بھاگی۔'' شکھا نے اپنی جینس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس میں اندر مت جاؤ۔ اس کے اندر ایک گہری سرنگ ہے۔''

وہ لوگ پھر وہاں سے مڑے اور پہاڑی کی طرف چل پڑے۔ ''ہم لوگوں نے انھیں اچھی طرح بیوقوف بنایا۔'' شکھا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ''دیکھو کتنی بڑی چیونٹی ہے۔ یہ میرے اوپر چڑھ رہی ہے۔'' اس نے غصّے سے اپنے پیر کو جھٹکا دیا۔

موہت نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔ ''جب تم ان کے گھر کے اوپر بیٹھو گی تو وہ ناراض تو ہوں گی ہی۔''

شکھا فوراً وہاں سے کود کر الگ ہوگئی۔ واقعی اس کے نیچے چیونٹیوں کا گھر تھا۔



سازش

بچے بہت جلد گاؤں پہنچ گئے اور پنڈت جی کے گھر کی طرف بھاگے۔ ان کے کپڑے پانی سے بھیگ رہے تھے۔ اسے دیکھ کر پنڈت جی نے پوچھا۔ ''کیا تم لوگ باؤلی میں گر گئے تھے؟'' انہوں نے مذاق کے انداز میں پوچھا۔

''آپ اندازہ تو لگائیے کہ ہم لوگوں نے کیا حاصل کیا ہے............''

''تاریک سرنگ میں...........''

''اور جنگلی بابا......................''

تینوں بچوں نے ایک ساتھ کہنا شروع کر دیا۔ پنڈت جی نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ ''ارے بھائی پھر ایک ایک کر کے کہو۔'' انہوں نے کہا۔

بچوں نے انہیں اپنی مہم کے بارے میں بتایا۔ پھلک نے بیگ سے مورتی نکال کر ان کی طرف بڑھا دی۔ جلد ہی یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ گاؤں کے لوگ مور کی ایک جھلک پانے کے لیے پجاری کے گھر آنے لگے۔

بچے تھکے تھکائے لیکن جیت کی خوشی میں مست، بنگلے پر واپس لوٹ آئے۔ موہن ماما وہاں اُن لوگوں کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے انہیں دیکھتے ہی ہاتھ ہلایا۔

''بچوں! دیکھو میں تم لوگوں کے لیے کیا لایا ہوں۔''

''ہمارے پاس بھی آپ کو دینے کے لیے ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے، ماما جی۔''

موہن ماما نے بچوں سے پہلے اپنی بات کہنے کے لیے کہا۔ بچوں نے جب اپنی بات بتائی تو ماما جی حیرت زدہ رہ گئے۔ ''تم لوگ وہاں پھنس سکتے تھے۔ وہ ایک بہت خطرناک جگہ ہے۔'' انہوں نے اس سب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ لیکن بچوں کی آنکھوں میں غضب کی چمک تھی۔ انھوں نے موہت اور پھلک سے ہاتھ ملائے اور شکھا کو گلے لگایا۔

''تم بچے واقعی بہت بہادر ہو۔'' انہوں نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

بچوں نے یہ باتیں باورچی، چپراسی اور نوکروں تک سے بتائیں۔ ہر کوئی اب لوہارو گاؤں جا کر مورت کے درشن کرنا چاہتا تھا۔ ''تم لوگوں کی باتوں میں اتنا کھویا کہ تم لوگوں کو میں یہ بتانا ہی بھول گیا کہ میں نے سرکس دیکھنے کا سارا انتظام کر دیا ہے۔'' موہن ماما نے کہا۔

''ہپ ہپ ہرّے۔'' بچے ایک ساتھ خوشی سے چلّائے۔

موہن ماما بھی ان کا جوش دیکھ کر۔ ہنسے بنا نہ رہ سکے۔ ''صبح ہی اسٹاف کوارٹرس سے جیپ آکر تمہیں لے جائے گی۔ رتھم بھور قلعہ میں دوپہر کے کھانے میں کیا لے کر جانے کا ارادہ ہے۔''

''آپ سچ مچ بہت اچھے ہیں ماما جی۔'' شکھا نے ان سے لپٹتے ہوئے کہا۔

''اب تم لوگوں کو سرکس کے لیے جانا ہوگا۔ لیکن لوٹتے وقت اندھیرا ہو جائے گا اس لیے اچھا یہ ہوگا کہ تم لوگ رات کو گاؤں میں پھلک کے چاچا جی کے پاس رک جانا۔''

''واہ! مزہ آجائے گا۔'' موہت نے کہا۔ مجھے امید ہے کہ مورتی کو دیکھنے وہاں ہزاروں لوگ آئے ہوں گے۔''

نہار سنگھ جو پہلی بار سینکچوری میں جیپ لے کر آیا تھا وہی اگلی صبح جیپ لے کر آ گیا۔ بچوں کو دیکھ کر وہ بڑا خوش ہوا۔ بچوں نے بھی قلعے تک جیپ کے سفر کا خوب لطف اٹھایا۔

رتھم بھور قلعہ پہاڑی کے اوپر واقع تھا۔ بچے فوراً ہی اس کی سیڑھیوں پر چڑھ کر اوپر آ گئے۔ انہوں نے دسویں صدی کے تعمیر کیے گئے اس قلعے کے ہر تاریخی مقام کو دیکھا۔ قلعے کے اندر بہت سی زیارت گاہیں بھی بنی ہوئی تھیں۔ ان میں بھگوان گنیش کا مندر سب سے زیادہ مشہور تھا۔

ان لوگوں نے وہاں دوپہر کا کھانا کھایا اور سرکس کے لیے روانہ ہو گئے۔ جینت پور ان کی امیدوں کے برخلاف ایک چھوٹا سا گاؤں نظر آیا۔ تاہم وہاں بھیڑ اس قدر تھی کہ لگتا تھا کہ جیسے آس پاس کے سارے گاؤں کے لوگ وہاں اکٹھا ہو گئے ہیں۔ مرد عورتیں اور بچے رنگ برنگ کی پگڑیوں، لہنگوں اور چنریوں میں ادھر اُدھر گھومتے دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ سارے لوگ ایک ہی سمت میں جا رہے ہیں۔'' موہت ہنسا۔ ''راستہ ڈھونڈنے کی بھی ضرورت نہیں۔''

جلد ہی وہ لوگ ایک کھلی جگہ پر آ گئے جہاں ایک بڑا سا خیمہ لگا ہوا تھا۔ خاص دروازے کے سامنے رنگ برنگے اشتہارات اور جھنڈے لٹک رہے تھے۔ اس جگہ کو چاروں طرف سے المونیم کی چادروں سے گھیر دیا گیا تھا۔

''ذرا ٹکٹ کے لیے لوگوں کی لمبی قطار تو دیکھو۔'' شکھا چلائی۔

''ہم لوگ خوش قسمت ہیں کہ ہم لوگوں کو شو کے لیے پاس مل گئے۔''

سرکس انتظامیہ کا ایک آدمی ان سے آ کر ملا۔ ابھی بھی شو شروع ہونے میں تھوڑا وقت تھا۔ اس

لیے بچوں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہم لوگ سرکس کے جانوروں کو تب تک خیمے کے پیچھے جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

پھلک نے ان جانوروں کو بڑے انہاک سے دیکھا۔ وہاں ہر طرح کے جانور بندھے ہوئے تھے۔ ہاتھی گھاس کھا رہے تھے تو ایک بندر اپنی کلاکاری کے مشق میں جٹا تھا اور گھوڑوں کو رنگین کپڑوں سے سجا دیا گیا تھا۔

اچانک وہ اپنی جگہ پر تن کر رہ گئے۔ انہیں کونے میں دو آدمی کھڑے ہوئے دکھائی دیے۔ انہیں پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ ایک سرکس کا مالک کورئین تھا تو دوسرا جنگلی بابا کا شاگرد روما۔

ایک بھیانک واقعہ

پھلک نے کنکھیوں سے دیکھا کہ کورئین روما کو روپے کی ایک گڈی دے رہا تھا۔ ''یہاں آؤ پھلک دیکھو، وہاں پر ایک چیتا ہے۔'' شکھا نے اسے پکار کر کہا۔ جڑواں بھائی بہن اس آدمی کے ساتھ اندر گئے۔ اس کا نام رامیا تھا۔ وہ ایک دوست مزاج آدمی تھا۔ وہ بچوں کی ہر بات کا جواب دے رہا تھے۔

پھلک ان کے پاس چل کر آیا۔ مسٹر رامیا اپنے سرکس کے ایک جوکر سے بات کر رہے تھے۔ جب اس نے ان جڑواں بھائی بہن سے سرگوشی کی۔ ''میں نے کورئین کو دیکھا کہ وہ روما کو بہت سارے روپے دے رہا تھا۔''

''کیا؟'' جڑواں بھائی بہن کو اس کی باتوں پر یقین نہ آیا۔

''ان دونوں میں اس لین دین کی وجہ کیا ہوسکتی ہے۔'' موہت نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ''رانگا'' پھلک نے آہستہ سے کہا۔ ان کے کچھ کہنے سے قبل مسٹر رامیا ان کی طرف پلٹ کر آئے۔ جلد ہی چیتا کی تیز دھاڑ سے خیمہ گونج اٹھا۔

''یہ کیسی آواز ہے!'' شکھا نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ مسٹر رامیا نے بتایا۔ ''یہ ایک آدم خور چیتا ہے جو سندر بن سے آیا ہے۔ اسے ہمارے سرکس میں دکھایا جاتا ہے۔'' اس نے فخریہ انداز سے کہا۔

وہ انہیں لے کر ایک بڑے سے پنجرے کے پاس آ گیا۔ بچے اُس کے قریب گئے۔ لیکن چیتا

کی دھاڑ پر پیچھے ہٹے۔ ''رانگا سے یہ کتنا مختلف ہے۔'' شکھا نے بڑے غور سے چیتا کی طرف دیکھ کر کہا، جو پنجرے میں ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ اُسے اس سے ہمدردی ہوئی۔ ''موہن ماما ٹھیک کہتے ہیں کہ جانوروں کو جنگل میں کھلی فضا میں سانس لینے کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ مجھے خوشی ہے کہ رانگا یہاں نہیں ہے۔'' اس نے دوسروں سے کہا۔ ''اس کا مزاج اس وقت بگڑا ہوا ہے۔'' رامیا نے سدھانے والے کی طرف دیکھ کر کہا جو اسے کھانا کھلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔

''کیا اسے ڈر نہیں لگتا کہ چیتا اسے دھر دبوچے گا؟'' موہت نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا جب اس نے سدھانے والے کو پنجرے میں ہاتھ بڑھاتے ہوئے دیکھا۔ ''ارے نہیں یہ ایک راز کی بات ہے لیکن میں تمہیں بتاؤں گا۔ چیتا کے ناخن کتر دیے گئے ہیں۔'' رامیا نے کہا۔

اچانک موہت نے سیٹی بجانی شروع کر دی۔ سبھی کو دیکھ کر یہ تعجب ہوا کہ غرّاتا ہوا چیتا اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ اب بھی غرا رہا تھا لیکن اتنا بھیانک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ بچوں نے اس کی گردن پر لال رنگ کی دھاری دیکھی جو منھ تک چلی گئی تھی۔ ''اس دھاری کی وجہ سے وہ اور بھی خطرناک دکھائی دیتا ہے۔'' پھلک نے کہا۔ ''کیا اسے صرف خوفناک دکھائی دینے کے لیے رنگا گیا ہے۔''

''ارے نہیں۔'' رامیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''یہ دھاری تو اس کی گردن پر تب سے ہے جب ہم نے اسے دو سال پہلے چڑیا گھر والوں سے خریدا تھا۔

یہ اس وقت تک پانچ سو آدمیوں کو موت کے منہ میں ڈھکیل چکا تھا۔ وہ دیکھو کورئین ادھر ہی آ رہا ہے۔'' موہت نے سرگوشی کی۔

''تو مہان شکاری کے بچے ہمارا سرکس دیکھنے آئے ہیں!'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں ہنسی کی کوئی چمک نہیں تھی۔ مجھے فوراً تماشہ شروع کرنا چاہیے۔ تم لوگ اپنے ماما جی سے کہنا کہ میں ان کا کوئی دشمن نہیں ہوں، اچھا ہوتا کہ وہ بھی اس کھیل کا مزا لینے آئے ہوتے۔ رامیا، تم اگر کام سے فارغ ہو گئے ہو تو ان بچوں کو ان کی سیٹوں پر بیٹھا دو۔ ایک گھنٹی فاصلے پر بجی جس نے اشارہ کیا کہ شو شروع ہونے والا تھا۔ جیسے ہی وہ مڑے موہت نے اپنی لمبی سیٹی ان دو چیتوں کے آگے بجائی۔ جو اپنے سدھانے والوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں تعجب ہوا کہ اپنے پیچھے سے کچھ کھرونچنے کی آواز سی آئی۔ وہ مڑے ایک بڑا کالا صندوق پہیوں پر کھڑا تھا۔ اس میں ہوا اور روشنی کے لیے دو چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں لگی ہوئی تھیں۔

"وہ کیا ہے؟" ان لوگوں نے مسٹر رامیا سے پوچھا۔ اس نے اپنا کندھا اچکایا اور کہا "مجھے نہیں معلوم۔" پھر وہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ "بچوں، جلدی آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔"

موہت نے پھر سیٹی بجائی اور اس بار ان لوگوں نے پنجرے کی سلاخوں پر چیتا کے پنجے مارنے کی آواز سنی۔ "رامیا کیا ہو رہا ہے؟ بچے ادھر کیوں جا رہے ہیں؟" کورنین نے چلا کر کہا۔ "میں نے کہا نہیں کہ تم لوگ ادھر مت جاؤ۔"

بچے جلدی ہی آگے بڑھ گئے وہ لوگ حیران تھے لیکن اس موضوع پر بات چیت کرنے کا وقت نہیں تھا۔ تماشہ شروع ہو چکا تھا۔ بچوں نے خود کو خوش نصیب سمجھا کیوں کہ انہیں اچھی سیٹ ملی تھی۔ ان لوگوں نے رامیا کا شکریہ ادا کیا اور سینکچری میں اسے آنے کی دعوت دی۔

"مجھے آنا وہاں اچھا لگے گا، لیکن یہ آخری شو ہے اور کل صبح ہم لوگ یہاں سے جا رہے ہیں۔"

"لیکن آپ لوگ تو یہاں دو ہفتے کے لیے رکنے والے تھے، پھر اتنی جلدی کیوں جا رہے ہیں؟" موہت نے پوچھا۔ رامیا نے اپنے کندھے اچکائے۔ "حکم، حکم ہے۔ ہم لوگ زیادہ سوال نہیں کرتے۔" اس نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔

بچوں نے سرکس کا خوب مزہ لیا۔ کورنین کو تو وہ اس وقت بمشکل پہچان سکے جب وہ ایک چمکتے ہوئے لال لباس اور کالے بڑے 'ہیٹ' میں اپنے فن کی باریکیوں کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ بچوں کو جوکر بھی بہت پسند آیا اور جانوروں کے مختلف تماشے بھی پھر آخری بار نشر ہوا۔ "آج کا آخری آئیٹم۔ آج کی سب سے خاص اور پسندیدہ چیز۔ سندر بن کا آدم خور چیتا۔"

دیکھنے والوں میں گہری خاموشی چھا گئی۔ اسے دیکھنے کے لیے سب کی گردنیں تن گئیں۔ ہلکی مدھم روشنی میں غراتا ہوا وہ واقعی بڑا خطرناک لگ رہا تھا۔

بچے گاؤں واپس لوٹتے ہوئے راستے بھر سرکس کی باتیں کرتے رہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو کھانے کی تیز خوشبو سے ان کی بھوک کی شدت اور بڑھ گئی۔ بملا تبھی ان لوگوں کے پاس بھاگی ہوئی آئی۔

"مجھے بہت بھوک لگی ہے۔" شکھا نے کھانے کی خوشبو کو سونگھتے ہوئے کہا۔ "چاچی جی نے آج کھانے میں کیا بنایا ہے۔ خوشبو سے تو میری بھوک اور بڑھ گئی ہے۔"

"اماں نے آپ لوگوں کے لیے خاص راجستھانی کھانا بنایا ہے۔ دال، باتی، چورمہ۔ 'دال' جس میں کئی چیزیں ملی تھیں گھی اور پیاز سے بگھاری ہوئی تھی۔ "باتی" آٹے کا گول گول ٹکرا تھا جسے چولھے پر سینکا گیا تھا۔ اور 'چورمہ' روٹی کے ٹکڑوں کو گھی اور چینی ملا کر بنایا گیا تھا۔

شکھا اور بملا گھر کے اندر سو گئے اور باقی لوگوں نے گھر کے باہر کھلے آنگن میں سونا پسند کیا۔

"مجھے امید ہے کہ کوئی خطرناک جانور ہمیں نقصان پہنچانے نہیں آئے گا۔" موہت نے چارپائی پر لیٹتے ہوئے کہا۔ "ارے نہیں۔" پنڈت جی ہنسے۔ "باؤلی میں مگرمچھوں کے سوا یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اتفاقاً جنگلی بابا سرکس والوں کے لیے ایک پنجرہ بنا رہا تھا جسے تم لوگوں نے کل دیکھا تھا۔"

"اچھا تو یہ بات ہے۔ اب سمجھ میں آیا کہ کورنین روما کو پیسے کیوں دے رہا تھا۔" پھلک نے اب اطمینان کی سانس لی۔ پنڈت جی جلدی ہی سو گئے لیکن بچے جاگتے رہے۔ آسمان بہت صاف تھا اور وہ لوگ تاروں اور سیاروں کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ اچانک پھلک اٹھ بیٹھا اور دھیان سے ایک طرف کان لگائے ہوئے بولا۔ "مجھے لگتا ہے کہ میں نے ابھی کسی گاڑی کی آواز سنی ہے۔"

"اتنی رات کو۔ یہ ضرور سینکچری کے افسر ہوں گے۔" موہت یہ کہتے ہوئے اُٹھ بیٹھا۔ رات خاموش تھی۔ صرف بیچ بیچ میں گیدڑ اور الوؤں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں، تبھی اس سناٹے میں یکایک بار بار چیتا کے تیز غرانے کی آواز سنائی دی اور پھر وہ ختم ہو گئی۔

ایک آدم خور چیتا

پھلک اور موہت اس آواز کی طرف دوڑے جدھر سے یہ آواز آئی تھی۔ وہاں پر لوگوں کی کافی بھیڑ جمع تھی۔ چیتا کی غراہٹ نے لوگوں کو مندر میں چھپنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر بھیڑ سے ایک صاف اور تیکھی آواز آئی۔ ''میں نے پہلے نہیں کہا تھا کہ ایک سفید چیتا ہمارے لیے بدشگونی لائے گا۔ بولو کہا تھا کہ نہیں؟ کیا تم لوگوں نے پہلے کبھی سنا تھا کہ کسی چیتا نے ہمارے گاؤں پر حملہ کیا ہو۔''

پنڈت جی نے مداخلت کی۔ ''بابا، ایسی بات نہیں ہے۔ اس نے کسی پر حملہ نہیں کیا۔ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ کسی سانبر کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آ گیا۔''

بھیڑ وہاں سے منتشر ہونے والی تھی کہ روما دوڑتا ہوں وہاں آیا۔ ''چیتا بابا کی ایک گائے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔'' اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

''کیا؟ کیا یہ سچ ہے؟'' بابا نے حیرانی سے کہا۔ روما نے ہاں میں سر ہلایا۔ ''دیکھو، میں اب بھی تم لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ آج یہ بابا کی گائے کو اٹھا کر لے گیا ہے تو کل تمہارے بیلوں کی باری آجائے گی۔ ہوشیار ہو جاؤ۔'' اس نے چلا کر کہا۔ ''پھر اس کا کیا کیا جائے؟'' اس نے بھیڑ سے پوچھا۔

''چیتا کو مار ڈالو۔'' بھیڑ میں سے ایک آواز آئی۔ پھر لوگ جلدی ہی ایک سُر میں چلاّنے لگے۔ ''اس سفید چیتا کو مار ڈالو اسے زندہ مت چھوڑو۔''

لڑکے مایوسی اور گھبراہٹ کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ ''تو کیا یہ لوگ رانگا کو مار ڈالیں گے!'' ان کے دماغ میں بھیڑ کا شور گونج اُٹھا۔

اگلی صبح شکھا دونوں لڑکوں سے بہت ناراض تھی کیوں کہ وہ دونوں اُسے رات اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ وہ بھی ایسی سوئی کہ کسی چیز کا ہوش ہی نہ رہا۔

''کم سے کم تم لوگوں کو جانے سے پہلے مجھے بلانا تو چاہیے تھا۔'' اس نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔'' موہت نے اُسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

ان لوگوں نے پنڈت کا شکریہ ادا کیا اور بنگلہ جانے کی تیاری کرنے لگے۔ جانے سے قبل وہ لوگ مندر میں گئے جہاں وہ قیمتی مورتی بہ حفاظت رکھی ہوئی تھی۔

''ہم لوگوں کو اس مورتی کو محکمۂ آثار قدیمہ والوں کو دینا ہوگا کیوں کہ اس کی تاریخی اہمیت ہے۔'' پنڈت جی نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''پھر بھی ان لوگوں نے اس مورتی کو کچھ دنوں کے لیے ہم لوگوں کے پاس رکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس سلسلے میں باضابطہ یہاں ایک تقریب ہونے والی ہے۔ میں تم لوگوں کو اس کی خبر دوں گا۔''

بچے بنگلہ میں واپس لوٹ آئے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ موہن ماما برآمدے میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔

''بتاؤ بچوں! تماشہ کیسا رہا؟'' انہوں نے خوشی خوشی پوچھا۔ پھر ان کی نظر ان کے مرجھائے ہوئے چہروں پر پڑی۔ ''کیا بات ہے؟''

ان لوگوں نے پچھلی رات کی ساری بات انہیں بتا دی۔ لیکن موہن ماما کچھ سوچنے کے بجائے زور سے ہنسے۔ ''تم لوگ بابا اور اس کے چمچوں کے ڈراوے میں مت آنا۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی گائے جنگل میں بھٹک کر چلی گئی ہو اور رانگا نے اسے اپنا شکار بنا لیا ہو۔'' انہوں نے ان لوگوں کے ڈر کو ختم کرتے ہوئے کہا۔ بچے پھر مطمئن ہو گئے اور ان لوگوں نے انہیں سرکس کی بات بتائی۔ ماما جی خوش تھے کہ بچوں نے سرکس کو خوب پسند کیا۔

بچے بھلا گھر میں قید ہو کر رہنے والے کہاں تھے۔ جلدی جلدی ان لوگوں نے نہایا دھویا، کھایا پیا اور جنگل میں گھومنے نکل گئے۔

''ہم لوگ دوپہر کے کھانے تک لوٹیں گے۔'' ان لوگوں نے باورچی سے کہا۔

''ہم لوگ اس بار کسی اور راستے سے چلیں۔'' شکھا نے مشورہ دیا۔

''لیکن بہت دور بھی نہیں۔'' ان دونوں نے پھلک کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ڈھوکرا درختوں کا ایک باغ بہت پاس میں ہے۔ ہم لوگ وہاں جا کر سانبھروں کو دیکھ سکتے ہیں۔ جو وہاں چرنے آتے ہیں۔ اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ لوگ مشکل سے آدھا کلومیٹر بھی نہیں گئے ہوں گے کہ یکایک وہ پتیوں کی سرسراہٹ سن کر رک گئے۔ یہ آواز پاس کی جھاڑی سے آرہی تھی۔ ''شی ....'' پھلک ان لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے آواز کی سمت میں ہوشیاری سے آگے بڑھا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ ایک آدھی کھائی ہوئی گائے زمین پر پڑی ہوئی ہے اور کچھ گیدڑ اسے چٹ کرنے میں جٹے ہوئے ہیں۔

''اف!'' شکھا نے اپنی نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے یہ وہی گائے ہے جسے رانگا نے کل رات پکڑا تھا۔'' موہت نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ان لوگوں کو یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ باغ میں سانبھروں کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ کچھ دیر رکنے کے بعد وہ لوگ واپس لوٹنے پر آمادہ ہوئے۔ ''مجھے تعجب ہورہا ہے کہ ان سانبھروں کو آخر آج کیا ہوگیا ہے۔'' پھلک نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ''میں نے انہیں اکثر یہاں دیکھا ہے۔ یہ ان لوگوں کی گھومنے پھرنے کی خاص جگہ ہے۔''

''ہوسکتا ہے کہ رانگا بے چارہ ان سانبھروں کو نہ پاکر گاؤں کی طرف شکار کے لیے چلا گیا ہو۔'' موہت نے بنگلے کی طرف لوٹتے ہوئے کہا۔

اگلی صبح ان لوگوں نے دیکھا کہ ماما جی بہت پریشان نظر آرہے ہیں۔ ''بچوں تم لوگوں کے لیے ایک بہت بُری خبر ہے۔'' انہوں نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ''میں نے سنا ہے کہ رات بھی ایک چیتا نے گاؤں پر حملہ کردیا۔ اس بار وہ ایک بیل کو گھسیٹ کر لے گیا۔ اس کے مالک نے جب اسے بچانے کی کوشش کی تو اسے اپنا ایک پیر گنوانا پڑا۔ چیتا اُسے اُٹھا کر چلتا بنا۔''

''جڑواں بھائی بہن غم سے بھر گئے۔

''مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ کام رانگا نے کیا ہوگا۔'' پھلک نے کہا۔

فون کی گھنٹی بجی اور موہن ماما نے اسے اٹھا لیا۔ یہ مہاراجہ کی آواز تھی جو رانگا کا مالک تھا۔ انہیں ایک آدمی کے جان سے جانے کی خبر ہوگئی ہے اور وہ بہت ناراض ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہتر ہوتا کہ رانگا کو تمہیں نہ دے کر میں نے کورٹین کے حوالے کردیا ہوتا۔

ماما جی اداس ہوکر کرسی پر بیٹھ گئے۔

پھر یکا یک اٹھے اور بولے ''میں ابھی جاکر پتہ لگاتا ہوں کہ یہ کام کیا واقعی رانگا نے کیا ہے۔ ویسے اس کا مجھے بالکل یقین نہیں۔''

''ہر چیتا کے پنجے اور جبڑے کے نشان الگ الگ ہوتے ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس رانگا کے نشان موجود ہیں۔ اب ہمیں یہ پتہ لگانا ہے کہ کیا اس حملہ آور چیتا کے نشانات رانگا سے ملتے جلتے ہیں۔'' انہوں نے واضح کرتے ہوئے کہا اور گاؤں کی طرف چل دیے۔

بچے بے صبری سے ان کے واپس لوٹنے کا انتظار کرتے رہے۔ وہ داس گپتا اور سنگھ جی کے ساتھ لوٹے۔

''وہاں گاؤں میں جبڑوں کے دو طرح کے نشانات موجود ہیں۔'' موہن ماما نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ان میں سے ایک نشان جو رانگا سے متعلق ہے وہ زیادہ ہلکا اور چند روز

پُرانا ہے اور دوسرا نشان کسی دوسرے چیتا کا معلوم ہوتا ہے۔''

''دو چیتا؟'' دونوں جڑواں بھائی بہن نے آواز نکالی۔

''زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مہندر۔ کوئی کارروائی کرنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ ہم لوگ کچھ دن اور انتظار کریں۔'' سنگھ نے اطمینان دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

لیکن ان لوگوں کے پاس انتظار کرنے کے لیے زیادہ وقت نہیں تھا۔ موہن ماما کو ایک اور ضروری کام پورا کرنا تھا۔ انہیں وہاں غیر قانونی طور پر سانبھر اور چیتل کے شکار کی خبر ملی تھی۔ انہوں نے بچوں کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ ''چوں کہ یہاں ایک خطرناک چیتا آس پاس گھوم رہا ہے اس لیے تم لوگ بنگلے سے باہر مت نکلنا۔''

ماما جی دو دن کے بعد بہت مایوسی کی حالت میں لوٹے۔

''مجھے نہیں لگتا کہ تم لوگوں نے وہ بُری خبر سنی ہے۔ چیتا واقعی اس علاقے میں گھوم رہا ہے۔ اس نے دو قبیلے والوں کو پھر اپنے حملے کا نشانہ بنایا ہے۔ وہ لوگ جنگل میں ایندھن جمع کرنے گئے تھے۔ ایک تو موقع پر ہی ہلاک ہوگیا اور دوسرا بہت نازک حالت میں ہے۔''

بچے اس خبر کو سن کر غم زدہ ہوگئے۔ موہن ماما فون کے پاس گئے اور داس گپتا اور سنگھ سے باتیں کرنے لگے۔ ''مجھے لگتا ہے کہ ہمیں 'معاملہ رانگا' کو بہت جلد شروع کرنا پڑے گا۔'' بچوں نے فون پر انہیں کہتے سنا۔ ''مجھے نہیں لگتا ہے کہ ہلاکتوں میں رانگا کا کوئی ہاتھ ہوسکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اب میں کوئی خطرہ نہیں لے سکتا۔''

''یہ 'معاملہ رانگا' کیا ہے ماما جی؟'' شکھا نے ان سے پوچھا جب وہ فون سے باتیں کرکے واپس لوٹے۔

''اچھا یہ ہوگا کہ ہم کسی طرح اس آدم خور چیتا کا پتہ لگائیں۔ اگر ہم لوگ اس میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہوگی۔ ورنہ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ بچے گا کہ اسے ہم گولی ماردیں۔'' انہوں نے واضح کرتے ہوئے کہا۔ بچوں کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

''معاملہ رانگا''

''رانگا کو مار ڈالو''۔ جڑواں بھائی بہن ایک ساتھ بولے۔

''تم لوگ ایسا نہیں کرسکتے۔'' پھلک چلایا

''انتظار کرو۔'' میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اگر ہم لوگ ان چیتوں کا پتہ نہیں لگا پائے تو گاؤں والے ضرور اسے ختم کرڈالیں گے۔ وہ لوگ کسی دوسرے چیتا کی بات سننے کے لیے تیار

ہی نہیں ہیں۔ یہ ساری افواہ جنگلی بابا کی پھیلائی ہوئی ہے کہ یہ کام رانگا نے کیا ہے۔ تبھی سے وہ لوگ اس کے خون کے پیاسے ہیں۔'' موہن ماما بے بس سے نظر آئے۔

داس گپتا اور سنگھ وہاں جلد پہنچ گئے۔

''آدم خور چیتا بڑے چالاک جانور ہوتے ہیں۔ انہیں مارنا اتنا آسان نہیں۔'' داس گپتا نے موہن ماما سے 'معاملہ رانگا' کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ ان کے سامنے سینکچری کا ایک بڑا سا نقشہ تھا۔ ''اگر جنگل میں اتنا اونچا جامن یا پیپل کا پیڑ ہے کہ ہم اپنا مچان بنا سکیں۔ تو مجھے تعجب ہوگا''۔ انہوں نے نقشے پر ایک لکیر بنا دی۔ ''گاؤں تک چیتوں کے جانے کے لیے دو راستے ہیں۔ میں یہ پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ موڑ پر کوئی ایسا درخت تو نہیں ہے جس پر ہم اپنے مچان بنا سکیں''۔

چھلک نقشے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ بول اٹھا۔ ''ہاں، وہاں ایسا ایک پیڑ ہے۔'' پھر وہ شکھا اور موہت کی طرف مڑ کر بولا۔ ''تم لوگوں کو وہ جامن کے پیڑ یاد ہیں جس پر لنگور بیٹھا ہوا تھا؟'' بچے ان کو وہاں لے کر جانے کو راضی ہو گئے۔

وہ لوگ اس جگہ پر پہنچے۔ موہن ماما نے اس جگہ کا معائنہ کیا اور ان درختوں کو اپنے کام کے لیے مناسب سمجھا۔ انہوں نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دی کہ جلدی سے اس پر ایک مچان تیار کریں۔ ان کے آدمی بھی فوراً اس کام میں لگ گئے۔

موہن ماما اب قدرے مطمئن نظر آ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک آدمی کو بلا کر کہا۔ ''لوہاریا گاؤں جاؤ اور کچھ لوگوں کو وہاں سے اکٹھا کرو تا کہ وہ رکھوالی کا کام کر سکیں۔''

''مارو گے؟'' ''کیا آپ چیتا کو مارنے جا رہے ہیں؟'' شکھا نے پوچھا۔

داس گپتا مسکرائے۔ ''نہیں بچو! بیٹ کا مطلب یہاں مارنا نہیں ہے۔ کبھی کبھی چیتا جھاڑیوں میں چھپ جاتے ہیں اور انہیں ڈھونڈنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایسے میں کچھ آدمی شور کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہیں۔ شور سے چیتا کو الجھن ہوتی ہے اور وہ باہر نکلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس وقت شکاری کو اس بات کے لیے چوکسی برتنی ہوتی ہے کہ وہ اسے بروقت گولی مار سکے۔''

بچوں کی آنکھیں اسے سن کر حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

جو بیل چیتا کے حملے میں مارا گیا تھا، اسے لا کر پیڑ کے پاس رکھ دیا گیا۔ مچان بھی تب تک تیار ہو چکا تھا۔ رسّیوں کی ایک سیڑھی اس سے لٹکا کر باندھ دی گئی تا کہ بچے آسانی سے اوپر چڑھ

سکیں۔ مچان کے اوپر سے جنگل کا نظارہ بہت دلکش لگ رہا تھا۔

''کیا تم لوگ رات میں یہاں رکنا پسند کرو گے؟'' موہن ماما نے بچوں سے پوچھا۔

''کیا تم سنجیدہ ہو، مہندر بھئی یہ بچے ہیں۔'' داس گپتا نے کہا

''ہاں، لیکن یہ اتنے بہادر ہیں کہ جنگل میں گھوم پھر سکیں۔ موہن ماما نے جواب دیا۔ ''مورت کو دریافت کرنے کے لیے یہ میری طرف سے انعام ہوگا۔''

''ہاں، بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔'' سنگھ نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ''اس عمر میں تو اندھیرا پھیلنے کے بعد باہر نکلنے کی ہمت بھی نہیں کرتا تھا۔''

بچے بہت جوش سے بھرے ہوئے تھے۔ انہیں اپنے ماما کی طرف سے ایسی تعریف کی امید نہیں تھی۔

رات کا کھانا بھی وہ لوگ جوش کے مارے ٹھیک سے کھا نہیں سکے۔ موہن ماما کی ہدایت پر ان لوگوں نے ایک دو نوالے منہ میں ڈالے۔

رات اب گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اب اُن لوگوں کو اپنی مہم کا آغاز کرنا تھا۔ ''ہوسکتا ہے کہ ہمارا یہاں انتظار کرنا بے کار بھی ثابت ہو جائے۔'' انہوں نے کہا۔ ''کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چیتا دکھائی ہی نہیں دیتا۔''

بچوں نے لیکن ہمت نہیں ہاری۔ وہ لوگ مچان پر اوپر چڑھ گئے۔ مچان کی لمبائی چوڑائی بھی ان سب کے لیے مع ماما اور ان کے دونوں ساتھیوں کے لیے کافی تھی۔ شکھا کے تیز کانوں کو سوکھے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔

''چیتا!'' اس نے سرگوشی کی۔

''نہیں پیاری بچّی! یہ تو سانبھر ہیں۔ جو گھاس چر رہے ہیں۔ رات میں یہ چرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔'' موہن ماما نے واضح کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ اچھا ہی ہے کہ یہ سب یہاں ہیں۔ چیتا کے آنے پر ان کی حرکت سے ہمیں بھی اس کی آمد کا اندازہ ہو جائے گا۔'' کئی گھنٹے گذر گئے لیکن چیتا کہیں دکھائی نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سب اونگھنے لگے۔ لیکن گرم گرم چائے نے ان کی نیند کو بھگانے کا کام کیا۔

''رات اب لگ بھگ ختم ہونے والی ہے۔'' شکھا نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس وقت صبح کے تین بج رہے تھے۔

اچانک موہن ماما نے سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ سانبھر یکا یک وہاں سے بھاگ رہے تھے۔ لنگور بھی درختوں پر چیخ رہے تھے۔

"وہاں دیکھو۔" پھلک نے موہت کے کان میں کہا۔ موہت نے شکھا کا سر پکڑ کر اس سمت میں گھومایا۔ ان لوگوں نے اندھیرے میں چمکتی ہوئی روشنی کے دو گولے دیکھے وہ چیتا کی آنکھیں تھیں۔

موہن ماما خاموش تھے۔ ان کے چہرے پر بھی کسی حرکت کے آثار نہیں تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک لمبی رائفل تھی۔ بچوں نے دیکھا کہ چیتا مرے ہوئے بیل کے پاس آیا اور اسے جھاڑیوں کے بیچ گھسیٹ کر لے جانے لگا۔

وقت گذرا۔ صبح کی پہلی کرن نمودار ہوئی۔ یکا یک موہن ماما جم کر رہ گئے۔ چیتا باہر آ گیا وہ پیڑ کے پاس سے گذرا۔ بچوں نے اپنے ماما کی طرح دوربین سے دیکھا۔ یکا یک داس گپتا چھینکے۔

اس آواز پر چیتا چوکنّا ہو گیا اور گھنے جنگلوں کی طرف بھاگا۔ موہن ماما نے ہوا میں گولی چلائی۔ فضا شور سے بھر گئی۔

"نگرانی شروع ہو چکی تھی۔" سنگھ نے بتایا۔ "اب تم لوگ دیکھو گے کہ چیتا باہر کیسے آتا ہے۔"

بچے دم سادھے سارا تماشہ دیکھتے رہے۔ کہیں یہ رانگا تو نہیں؟ انہیں حیرت ہوئی۔

جیسی کہ امید تھی چیتا شور سن کر جھاڑیوں سے باہر آیا۔ موہن ماما بھی بالکل تیار تھے۔ انہوں نے دوبارہ گولی چلائی۔ چیتا دھاڑتا ہوا بھاگا۔

بچوں نے دیکھا کہ موہن ماما اب اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ انہوں نے دوبار اور گولی چلائی اور پھر سب کچھ سُنسان ہو گیا۔ اس کا مطلب واضح تھا۔ بچے اس شکار کو دیکھنے کے لیے بھاگے۔ وہ اُس گڈھے کے پاس گرا پڑا تھا۔ جہاں ایک بار مارا دوڑتے ہوئے پھنس گئی تھی۔

ان لوگوں نے جھک کر دیکھا۔ ایک پیلی دھاری والا چیتا مرا ہوا پڑا تھا۔ چیتا کی گردن پر لال دھاری کے نشان تھے۔ اس کے جبڑے مضبوطی سے جم گئے تھے۔ بچوں کو اسے پہچاننے میں بالکل ہی دیر نہ لگی۔

"ارے! یہ تو وہی سندر بن کا آدم خور چیتا ہے۔" وہ ایک ساتھ چلائے۔



تلاش

''وہ کون ہے؟'' ماما جی نے اچانک پوچھا۔ بچوں نے وہ سب کچھ چیتا کے بارے میں بتادیا جو اُنھوں نے کوریئن کے سرکس میں دیکھا تھا۔

''کیا تم لوگ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو؟'' داس گپتا نے فکر مند ہوتے ہوئے کہا ''ہاں'' بچوں نے یقین کے ساتھ جواب دیا۔

موہن ماما نے اپنے ایک افسر کو حکم دیا۔' جایئے، اور پتہ لگایئے کہ یہ چیتا ان ہی لوگوں کا ہے۔'' سرکس تو یہاں سے جاچکا ہے۔'' اس نے آدمی نے جواب دیا۔

''واقعی؟ یہ تو یہاں پندرہ دنوں تک رکنے والا تھا۔'' موہن ماما گمبھیر لہجے میں بولے۔''معاملے کچھ گر بڑ ضرور ہے۔''

بچے تھکے تھکائے لیکن جوش سے بھرے ہوئے واپس لوٹ آئے۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ پنڈت جی ان کا انتظار کرر ہے تھے۔

''آج ہم لوگ، اس قدیم مورتی کے اعزاز میں تقریب کرنے جارہے ہیں۔'' انہوں نے ان لوگوں کی طرف مسکراتے ہوئے کہا۔''اب تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے دو دو خوشیاں ہاتھ آ گئی ہیں۔''

''دو خوشیاں؟'' پھلک نے پوچھا۔

''دوسری خوشی اس لیے کہ آج آدم خور کا خاتمہ ہوگیا۔'' انہوں نے واضح کرتے ہوئے کہا۔

موہن ماما نے لیکن تقریب میں شامل نہ ہونے کے لیے معذرت کی۔'' مجھے معاف کیجیے گا ایک ضروری کام کی وجہ سے میں اس تقریب میں شامل نہیں ہو پاؤں گا۔ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ ابھی روانہ ہورہا ہوں۔ ہم لوگوں کو یہ پتہ لگانا ہے کہ رانگا اصل میں ہے کہاں۔

بچے پنڈت جی کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوگئے۔گاؤں پہنچ کر انہوں نے مندر کے سامنے ایک بڑا سا شامیانہ دیکھا۔ وہیں چھوٹے سے اسٹیج پر مورتی رکھ دی گئی۔ وہاں گاؤں والوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ان لوگوں میں کچھ خاص قسم کے لوگ بھی دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں بھجن گایا جارہا تھا اور مٹھائیاں تقسیم کی جارہی تھیں۔

''یہاں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی تہوار ہے!'' شکھا نے دیکھ کر حیرت سے کہا۔

وہ لوگ پنڈت جی کے گھر والوں کے ساتھ اگلی صف میں بیٹھ گئے۔ یکا یک ایک شور سا ہوا اور

یہ اعلان کیا جانے لگا:

''حکّام نے یہ طے کیا ہے کہ تینوں بچوں کو اس قدیم مجسّمے کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے انعام سے نوازا جائے گا۔اب میں ان بچوں سے درخواست کروں گا کہ آگے آ کر اپنا انعام قبول کریں۔''

بچے انعام کو پا کر بہت خوش تھے۔اس میں چیک کے علاوہ ایک تحفہ بھی تھا۔لوگ تالیاں بجا کر بچوں کو مبارک باد دے رہے تھے۔

اس کے علاوہ پھلک کو ایک اور اعزازی کام سونپا گیا، اسے مناسب وقت آنے پر سینکچری کے انتظامیہ میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔

شکھا بہت خوش تھی کیوں کہ اسے انعام میں راجستھانی لہنگا اور چنری پیش کی گئی تھی۔ موہت کو انعام کے طور پر کانسے کا بنا ایک اونٹ اور ایک راجستھانی کرتا پیش کیا گیا تھا۔ جب کہ پھلک کو ایک ہوائی بندوق اور ایک دوربین پیش کی گئی تھی۔

کافی وقت گذرنے کے بعد وہ لوگ بنگلے پر واپس لوٹ کر آئے۔ وہاں انہوں نے موہن ماما کو بہت فکر مند حالت میں دیکھا۔''رانگا کا کہیں کوئی نشان پتہ نہیں ہے۔ہم لوگوں نے سارا علاقہ چھان مارا لیکن ہمیں رانگا کے قدموں کے کہیں کوئی نشان نہیں ملے۔''ہوسکتا ہے کہ اس آدم خور چیتا کے آنے کی وجہ سے وہ جنگل میں کسی اور علاقے میں چلا گیا ہو۔'' پھلک نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے کہا نہ کہ اسے ہر اس جگہ تلاش کروایا ہے۔ جہاں مجھے اس کے ہونے کا گمان ہوسکتا تھا۔ یہاں تک کہ آس پاس کے گاؤں میں بھی میں نے آدمیوں کو بھیجا ہے۔ دیکھو وہ لوگ کیا خبر لے کر آتے ہیں۔'' انھوں نے کہا۔

بچے بے صبری سے رانگا کی خبر جاننے کا انتظار کرتے رہے، لیکن ایسا خوشی بھرا لمحہ نہیں آیا۔

''ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ یہاں سے غائب ہی ہوگیا ہے۔'' موہن ماما نے فکر مند ہوتے ہوئے کہا۔

''کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مر گیا ہو۔'' پھلک نے دکھ سے کہا۔

''نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو ہمیں اس کے جسم کا کہیں ڈھانچہ تو ملا ہوتا۔'' موہن ماما نے اس خیال کو ترک کرتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ اس کا کہیں اغوا کرلیا گیا ہو۔'' موہت نے کہا۔

''یعنی اسے قید کرلیا گیا ہوگا۔ تمہارا مطلب یہی ہے نا؟'' شکھا بولی۔ دونوں لڑکے اس کی بات پر مسکرانے لگے۔ موہن ماما بھی مسکرائے بنا نہیں رہ سکے۔

''یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اس جگہ کی ہر طرح سے کڑی حفاظت کی جاتی ہے۔ شکاری اگر یہاں آتے بھی ہیں تو چھوٹے موٹے ہرنوں کا شکار کرتے ہیں اور بس۔'' موہن ماما نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی ممکن نہیں کہ اس کا یہاں سے اغوا کیا گیا ہو۔ اگر کوئی زندہ چیتا کو پنجرے میں قید کرتا ہے تو اسے چھپانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔''

''پنجرہ؟'' بچے ایک ساتھ بولے۔

''موہن ماما اس کی طرف تعجب سے دیکھنے لگے۔'' ہاں، کیوں؟ کیا تم لوگوں نے سینکچری میں کہیں کوئی پنجرہ دیکھا ہے؟''

''ہاں'' بچوں نے ایک ساتھ کہا۔ ''جنگلی بابا نے کورئین کے لیے ایک بنایا ہے۔''

''کیا؟ موہن ماما کو ان کی باتوں پر یقین نہیں آیا۔

ان لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ پھلک نے کسی طرح کورئین کو روما کو رقم دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ پنڈت جی نے بھی انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ کس طرح گاؤں میں المونیم کا ایک بڑا سا پنجرہ تیار کیا گیا تھا۔ شکھا نے بھی اپنی بات جوڑتے ہوئے کہا۔ ''چوں کہ قبیلے کے لوگ اس طرح کے کاموں میں مہارت رکھتے ہیں اس لیے سرکس والوں نے ان لوگوں سے اس طرح کا پنجرہ بنوایا ہوگا۔''

''کیا تم لوگوں نے اس طرح کا پنجرہ دیکھا ہے؟''

''ہاں، بالکل۔'' بچوں نے پھر ایک ساتھ کہا۔

''جب موہت نے سیٹی بجائی تو پنجڑے کے سلاخوں پر چیتا کے پنجے سے کھرچنے کی آواز سنی تھی۔''

''ان لوگوں نے ہمیں وہاں تک جانے بھی نہ دیا۔''

''کورئین ناراض ہو رہا تھا۔''

بچوں نے ایک ساتھ یہ باتیں کرنی شروع کر دیں۔

''ارے بھئی رکو، رکو۔'' موہن ماما نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ''اب تم لوگ ایک

ایک کر کے اپنی بات بتاؤ۔''

بچوں نے اس بار اطمینان سے انہیں ساری باتیں بتائیں۔

''ان لوگوں نے اس رات گاؤں میں گاڑی کے آنے کی آواز بھی سنی تھی جب ہم لوگ وہاں رُکے تھے۔'' پھلک نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

''اس کے بعد سے ہی چیتا کے یہ حملے شروع ہو گئے۔'' موہن ماما نے اس کا نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔ ''اس بات کو اس طرح سمجھا جائے گاؤں میں ایک بڑا پنجرہ بنایا گیا، پھر ایک آدم خور چیتا کو یہاں چھوڑا گیا اور خاص چیتا کو قید کر کے یہاں سے لے جایا گیا اور سب کچھ اتنی جلدی جلدی ہوا۔''

وہ ایک مستحکم یقین کے ساتھ اٹھے۔ ''مجھے اب اس معاملے کی تہہ تک جانا ہے۔'' اگلے لمحے ماما جی وہاں سے روانہ ہو گئے۔

''وہ واقعی بہت جلدی میں ہیں۔'' موہت نے کہا۔

''زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔ سرکس والے ابھی ابھی اس جگہ سے گئے ہوں گے۔'' شکھا نے مایوسی سے کہا۔ ''بھگوان کرے کہ ہمیں رانگا سے ہاتھ نہ دھونا پڑے۔

موہن ماما اس رات لوٹ کر نہیں آئے۔ اگلے دن جب وہ آئے تو بہت تھکے ہوئے لیکن خوش دکھائی دے رہے تھے۔ ''ہم لوگوں نے رانگا کا پتہ لگا لیا ہے۔'' انہوں نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''ہم لوگوں نے سرکس کو سوائی مادھو پور میں کیمپ کیے ہوئے دیکھا۔ وہ لوگ اس جگہ کو چھوڑ کر آج اس لیے نہیں جا سکے کیوں کہ ریل گاڑی سے ان کی کل کی بکنگ تھی۔ ہم نے کورئین پر ایک خاص چیتا کو چرانے کا الزام لگایا لیکن وہ انکار کرتا رہا۔ لیکن میں نے ان کے جانوروں کی تلاشی لینے کی ٹھانی۔''

''جیسا کہ تم لوگوں نے بتایا تھا، واقعی اسی طرح کا ایک نیا رنگا ہوا بڑا سا پنجرہ میں نے وہاں دیکھا۔ وہ لوگ مجھے اس پنجرے کو دکھانا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن جب میں نے ضد کی تو انہوں نے کہا کہ اس میں ایک آدم خور چیتا قید ہے۔ لیکن ہم لوگوں نے اسے کھول کر دکھانے کو کہا اور پھر..........''

''رانگا'' بچوں ایک ساتھ خوشی سے ناچتے ہوئے چلائے۔

موہن ماما نے کہا" اسے چوں کہ دوا دے دی گئی تھی۔ اسی لیے اس نے موہت کی سیٹی پر کوئی ردِّعمل ظاہر نہیں کیا۔ کورئین نے اقرار کیا کہ اس نے جنگلی بابا کو رانگا کو پکڑنے کے لیے کافی روپے دیے تھے۔"

" کیا ہم لوگوں نے تقریب میں جنگلی بابا کو دیکھا تھا؟ نہیں، نہ۔" موہت دوسروں کی طرف دیکھ کر بولا۔

"نہیں۔" ان لوگوں نے اپنا سر ہلایا۔" کیا وہ بھاگ گیا؟"۔

" وہ اسی دن گاؤں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا جب ہم لوگوں نے آدم خور چیتا کا شکار کیا تھا۔ اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب ہمارا کھیل ختم ہوگیا۔ وہ گڈھا بھی اسی لیے کھودا گیا تھا تا کہ رانگا کو دھوکے سے اس میں پکڑا جا سکے۔ موہن ماما نے جواب دیا۔

"یاد کرو کہ ہم لوگوں نے جنگلی بابا اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں کدال اور کلہاڑیاں دیکھی تھیں۔" شکھا نے کہا۔

موہن ماما آگے بتاتے ہوئے بولے۔ ان لوگوں نے رانگا کو اس پنجرے میں قید کر دیا اور رات کے اندھیرے میں اسے وہاں سے لے گئے۔ کورئین نے چیتا کو لے جانے سے پہلے اس خطرناک آدم خور چیتا کو ہمارے لیے چھوڑ دیا۔

" اس لیے ان لوگوں نے مقررہ وقت سے پہلے ہی جینت پور چھوڑ دیا۔ پھلک نے پوچھا۔" لیکن ان لوگوں نے اس آدم خور چیتا کو کیوں چھوڑ دیا۔ جب کہ سرکس میں اس کی حیثیت جانوروں میں اسٹار کی سی تھی۔"

موہن ماما نے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا" شاید وہ مجھے بدنام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اب ہمیں اس کی غلطی کے لیے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"

"شکریہ؟ کیوں؟" بچوں نے پوچھا۔

موہن ماما کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ بولے۔" ایسا اس لیے کہ ہم لوگ رانگا کو لے کر پہلے مستعد تھے اگر آدم خور نے یہاں لوگوں کو اپنے حملے کا نشانہ نہ بنایا ہوتا تو پھر رانگا کی غیر موجودگی کے بارے میں فکرمند بھی نہ ہوتے۔"

"الوداع دوست"

موہت اور شکھا کی چھٹیاں ختم ہو رہی تھیں موہن ماما نے سینکچری میں جانے سے پہلے خاص طور سے دو تین دنوں تک انھیں گھمایا۔ انہیں وائلڈ لائف کے بارے میں بہت ساری واقفیت حاصل ہوئی۔ ایک دن وہ لوگ ایک چھوٹے سے تالاب کے پاس رُکے۔ موہن ماما نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا" دیکھو اس کی دوسری جانب ایک سفید چیتا بیٹھا ہے، وہ کتنا رعب دار لگ رہا ہے۔"

یہ رانگا تھا۔

بچوں نے اسے بڑے اطمینان سے دیکھا وہ بڑے مزے سے اپنے جسم کو اپنی زبان سے چاٹ چاٹ کر صاف کر رہا تھا۔ یکا یک موہت نے ایک لمبی سی سیٹی بجائی۔ رانگا فوراً کھڑا ہو گیا اس نے چاروں طرف چوکنّا ہو کر دیکھا، پھر مڑا اور آہستہ آہستہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

" اب یہ ہم لوگوں کو نہیں پہچانتا۔ شکھا نے دکھی ہوتے ہوئے کہا۔

موہن ماما نے اُسے ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔" اسے آدم زاد پر یقین نہ کرنے کا ہنر ضرور سیکھنا چاہیے اگر وہ واقعی جنگل میں قدرتی طور پر اب آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ یہ اس کے لیے سب سے پہلا اور آخری سبق ہے۔

بچے ان کی بات سمجھ گئے۔" گڈ بائی رانگا! انہوں نے 'سفید شکل' کو آخری بار الوداع کہا، اور پھر وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

